Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۔ نمبر ۱۰ ۔ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ع ۔ ۲۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۵۰ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

مضمون	صفحات	
شذرات	۳۵۷ / ۳۶۰	ترجمہ انگریزی ریویو۔
حمیۃ العرب	۳۶۱ / ۳۶۵	مبصّر
یسوع کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا	۳۶۶ / ۳۷۲	ترجمہ انگریزی
ویدوں میں اتھاس	۳۷۳ / ۳۷۷	جناب فتح محمدؐ صاحب کراچی
ہندو راج کے منصوبے	۳۷۸ / ۳۸۶	ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر
پیغمبر ایران زردشت	۳۸۷ / ۳۹۱	ماخوذ
تمباکو کے استعمال کی مضرتیں	۳۹۲ / ۳۹۶	〃
کرک و موصل		

چندہ سالانہ اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپے آٹھ آنے

چندہ سالانہ بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو اردو کی توسیع اشاعت

میں کئی مرتبہ اِسی صفحے پر یہ بات واضح کر چکا ہوں۔ کہ ریویو اُردو کے خریدار کم اسقدر کم ہیں۔ اور جو ہیں انکے نام اتنا بقایا ہے۔ کہ صرف اخراجات طبع بھی ادا کرنے مشکل ہو رہے ہیں۔ اور اسوقت ریویو اُردو کا فنڈ تیرہ چودہ سو روپے کا مقروض ہے۔ ان حالات کا اجراء مشکل ہو رہا ہے۔ ناظرین رسالہ و احباب جماعت احمدیہ کو پوری توجہ سے کام لیکر اس کی توسیع اشاعت کا فرض ادا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اس پاکیزہ خواہش کو پورا کر دکھانا چاہیئے کہ

ریویو کے خریدار کم از کم دس ہزار ہوں

۲؍ ماہوار کوئی بڑی بات نہیں۔ اس کے معاوضہ میں آپ علمی مذہبی مضامین سے اپنے معلومات میں اضافہ اور قلب میں تسکین و اطمینان پیدا کر لینگے بلکہ غیر مذاہب پر اتمام حُجّت کر کے فریضۂ تبلیغ سے ایک حد تک سبکدوش ہو سکینگے۔ ان اصحاب کے نام شکریہ کے ساتھ درج رسالہ ہونگے جو اس بارے میں عقد ہمّت باندھ کر اٹھیں۔ اور بقایا داروں کو بقایا ادا کرنے پر مجبور کریں۔ اور جو خریدار نہیں ان کو خریدار بنائیں۔

(مینیجر ریویو اُردو قادیان)

ثبوت وفات مسیحؑ اور شیعہ مجتہدین کی تحریروں کے عکس زائد بھی چھاپے گئے ہیں

احباب منگوائیں۔ ۲؍ فی ٹریکٹ کے حساب سے منگوا کر مفت تقسیم کر کے ثواب تبلیغ حاصل کریں۔

تبلیغی ٹریکٹ

چند کار آمد حوالے نمبر ۱ و ۲	۱؍
بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۰؍
اسلام کی اندرونی تصویر	۰؍
آریہ سماج اور گاندھی جی	۰؍
رسالہ تائید اسلام کے اعتراضات کا جواب	۱۰؍
کفارہ	۱؍
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ	۱؍
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرو شکتیمان	۴؍
مسیح موعودؑ و اُمت محمدیہ	۱؍
شیعہ سوراج اور اس کے واقعات	۱؍
ذبیحہ گائے	۱؍
ابطال الباطل (ردّ شیعہ)	۲؍
آسمانی گولہ	۱؍

تبلیغی رسالے

براہین العقائد	۸؍
معارف القرآن	۸؍
تصوّف	۶؍
مقصد مذہب	۳؍
مباحثہ سرگودھ	۶؍
الاستخلاف	۴؍
مباحثہ ختم نبوّت	۶؍
مجمع البحرین	۳؍
کمالات احمدیہ	۶؍
التشریح الصحیح	۶

دفتر ریویو اُردو قادیان سے منگوائیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شذرات

(ترجمہ انگریزی ریویو)

ایپی فینی اور انسانی قربانی

ایپی فینی عیسائیوں کا ایک ہفتہ وار اخبار ہے جو کلکتہ سے شائع ہوتا ہے وہ انسانی قربانی پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"قدیم زمانہ میں اور اس زمانہ میں بھی بعض قربانیاں ایسی ہیں جو بالکل بے فائدہ اور ظالمانہ ہیں - - - - - - - - - - - - - - - - قدیم زمانہ میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ دعا جب ہی شرف قبولیت حاصل کر سکتی ہے کہ انسان کی قربانی کیجائے۔ کارتھیج جو ایک نہایت ہی پرانا شہر تھا وہاں یہ طریق تھا کہ جب کوئی دشمن اُن پر حملہ کرتا یا وہ کسی پر حملہ کرتے تو سب لوگ جنگ کی دیوی کے گرد جمع ہو جاتے اور معصوم بچوں کو اس کی بھینٹ چڑھاتے۔ عورتیں اور غلام کسی دیوی کو خوش کرنے یا اسکے غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے قربان کیے جاتے تھے۔ اُس جہالت کے زمانہ میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ جنگ۔ طاعون اور قحط یہ سب مصائب کسی دیوی کی ناراضگی کا نتیجہ ہیں۔ اور اسکے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ انسان کی قربانی کی جائے"

اس اقتباس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معزز معاصر کے نزدیک انسانی قربانی بالکل رائیگان عبث اور ظالمانہ فعل ہے۔ یہ بالکل صحیح بات ہے اور کوئی عقلمند انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ مگر آگے چلکر اس مضمون میں حضرت مسیحؑ کی قربانی کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ "اُس نے تمام دنیا کا کفارہ بننے کے لئے اپنے آپکو صلیب پر قربان کر دیا"

اس بات کو پڑھکر شبہ پیدا ہوتا ہے کہ مضمون نگار نے انسانی قربانی پر ابتدائے مضمون میں جن خیالات کا اظہار کیا تھا وہ خلوص قلب سے نہ تھا۔ اگر معزز مضمون نگار کا یہی خیال ہے کہ انسانی قربانی بالکل ظالمانہ اور عبث فعل ہے تو پھر وہ مسیحؑ کی قربانی کو کس طرح پسندیدہ نگاہوں سے دیکھ سکتا ہے۔ وہ کیونکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مان سکتا ہے کہ دنیا کا نجات دہندہ خود ایسے عبث اور ظالمانہ فعل کا مرتکب ہو۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے ہم معمولی انسان تو اتنی موٹی بات سمجھ لیں کہ انسانی قربانی عبث ۔ رائگان اور ظالمانہ فعل ہے مگر خود خدا کا بیٹا جو تمام دنیا کو غلطیوں سے پاک کرنے آیا تھا خود اتنی بڑی غلطی کا مرتکب ہو اور اسقدر معمولی بات سمجھنے سے قاصر رہے ۔

کیا معزز معاصر ان متضاد خیالات کی کوئی توجیہہ پیش کر سکتا ہے ۔ اگر یہ واقعی ظالمانہ اور عبث فعل ہے تو باپ ۔ بیٹا ۔ روح القدس تینوں اتنی بڑی غلطی کے مرتکب نہیں ہو سکتے ۔ اگر اس قربانی پر عیسائی فخر کر سکتے ہیں تو پھر انہیں یہ حق نہیں کہ انسانی قربانی کو عبث اور ظالمانہ فعل کہیں اور اسے زمانہ جاہلیت کی یادگار قرار دیں ۔ ترجمہ (A . W)

شراب کا استعمال بطور دوا

شراب کے بطور دوا استعمال کے متعلق مندرجہ ذیل تبصرہ احباب کے لئے انشاءاللہ موجب دلچسپی ہوگا :-

ڈاکٹر جے ڈی رولیسٹن برٹش جرنل ان ابرائیٹی ۔ مورخہ یکم جولائی ۱۹۲۹ء میں مضمون ہذا کے متعلق گذشتہ ۳۰ سال پر نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :-

(۱) گذشتہ ۳۰ سال کے اندر اندر شراب کا استعمال بطور دوا نمایاں طور پر پہلے کی نسبت بہت کم ہو گیا ہے۔ ہسپتالوں کے بل (Bills) متعلق خرید شراب بہت قلیل رقوم پر مشتمل ہیں ۔ انفرادی طور پر بھی ڈاکٹر اپنی پریکٹس میں بہت کم شراب استعمال کرتے ہیں ۔ زمانہ ہذا کی نئی تالیف شدہ طب کی کتابوں میں بھی استعمالِ شراب کو بہت کم جگہ دی جاتی ہے ۔

(۲) یونائیٹڈ سٹیٹس میں جو بے قدری شراب کو طبی نگاہ میں حاصل ہے وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹروں کی اقلیت ہی اسے نسخہ جات میں استعمال کرنے کے لئے لائسنس حاصل کرتی ہے اور اس اقلیت میں سے بھی اکثریت ایسے ڈاکٹروں کی ہے جو کہ شراب کو ملک کے قانون کے خلاف ناجائز کارروائیوں میں صرف کرتے ہیں ۔

(۳) جن امراض میں شراب ابھی استعمال کی جاتی ہے وہ یہ ہیں ۔ نیومونیا ۔ محرقہ ۔ خناق ۔ اور دیگر انکیوبیٹ امراض ۔ ذیابیطس ۔ امراضِ قلب ۔ سل ۔ کینسر ۔ بڑھاپا ۔ مگر ان میں سے بھی کسی ایک مرض کے لئے بھی استعمالِ شراب کو ایسا نہیں سمجھا جاتا کہ اسکے استعمال کے بغیر گذارہ نہ ہو سکے ۔

(۴) ویسٹرن ہاسپیٹل کا تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ سالانہ ۵ ہزار مریضوں کے لئے استعمال شراب کو بغیر کسی قسم کے نقصانِ صحت کے تقریباً نہ ہونے کے برابر کم کیا جا سکتا ہے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۵) کسی قدر عزّت گو ہنوز۔ بطور دوا شراب کے استعمال کو حاصل ہے۔ مگر حقیقتاً اس عزّت کی بھی شراب مستحق نہیں ہے۔ کیونکہ اسی تھوڑی بہت قدر کی وجہ علمی یا سائنٹیفک بنیاد پر نہیں ہے بلکہ زیادہ تر روایت۔ غیر طبی اثرات اور ذاتی میلانِ طبائع پر ہے۔ (B. D)

زلزلے

ویسے تو زلزلے دنیا میں اکثر آتے ہی رہتے ہیں۔ مگر وہ جو اس صدی میں آئے ہیں۔ اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتے ہیں۔ اسرائیلی نبی نے فرمایا تھا کہ

"قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آئیگی اور کال اور مری پڑیگی اور جگہ جگہ بھونچال آئینگے" (باب ۲۴ متی)

یہ ابن آدم کے لئے جو کہ مسیح موعودؑ ہو کر یسوع مسیح کا مثیل آئیگا زبردست نشان ہونگے۔

کوئی شخص بے شک زلزلوں کی آمد کو کسی ریفارمر کے ساتھ تعلق ہونے سے انکار کردے۔ اور اُس پر ہنسی اڑائے۔ مگر یہ سب شکوک و شبہات دُور ہو جاتے ہیں اگر وہ ذرا غور سے ان پیشگوئیوں کو دیکھے۔ یہ اور بات ہے کہ زلزلوں کی آمد کے متعلق ہم کچھ کہیں۔ کیونکہ وہ دنیا میں اکثر آتے ہی رہتے ہیں مگر ان کے متعلق پیشگوئی کرنا اور بات ہے کیونکہ سینکڑوں نہیں ہزاروں برس پیشتر اسکے تباہی آمیز اثرات کے متعلق پیشگوئی کرنا اور ایسے طریق سے کرنا کہ آنے والے مصلح موعودؑ کی سچائی کے پرکھنے کا معیار بن سکے اور بات ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جو انسانی تصوّر سے بالاتر ہے۔ ایسی پیشگوئیوں کی فوق العادت خاصیت کے متعلق بحث کرنا اس مختصر آرٹیکل کا مقصود ہے۔

یہ صرف بائیبل اور قرآن شریف کی اُس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے تھا کہ مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وجودِ مقدس میں ظاہر ہُوا۔ انہوں نے اپنے مسیح موعود ہونے کے ثبوت میں متعدد پیشگوئیاں کیں۔ جن میں زلزلوں کی آمد کے متعلق خبر۔ اور دنیا کو انکے تباہی انگیز اثرات کے بارے میں بہت عرصہ پیشتر متنبہ کیا۔ اُن میں سے اکثر تو آپؑ کی حیات میں ہی حرف بحرف پوری ہوگئیں۔ اگر دنیا نے آپؑ کے رسول ہونے کو نہ مانا تو ابھی اور بقیہ ظہور پذیر ہونیوالی ہیں۔

اب ہم اس جگہ آپؑ کے چند الہامات زلزلوں کی نسبت درج کرتے ہیں جو بہت مؤثر نتائج کے ساتھ ظاہر ہوئے۔

(۱) ۱۸۸۳ء میں الہام سے مطلع ہو کر حضورؑ نے پہاڑی علاقہ جات میں زلزلوں کے آنے کی خبر دی۔ لمّا تجلّی ربّی الی الجبل جعلہٗ دکًّا۔ یعنی جب خدا تعالیٰ نے اپنی تجلّی پہاڑ پر کی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اُردو نظم شائع کی جس میں دنیا کو ایک زبردست زلزلہ کی آمد سے خبردار کیا۔ جس کا ایک مصرع اس مضمون کا ہے:- "وہ گھڑی سر پر کھڑی ہے جو قیامت کا نظارہ پیش کردیگی"

(۳) دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء میں مندرجہ ذیل الہام ہُوا:- "زلزلہ کا دھکا"

(۴) مئی سنہ ۱۹۰۴ء میں ایک اور الہام ہُوا:- عفت الدیار محلھا و مقامھا۔ یعنی عمارات مستقل و عارضی زمین کے ہموار کردی جائینگی۔

(۵) ۲۷۔ فروری سنہ ۱۹۰۵ء "ہر طرف موت"

(۶) ۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو الہام ہُوا:- "تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکا" "زلزلۃ الساعۃ" "چونکا دینے والی خبر" "زلزلہ کا ایک دھکا"

قریباً ۵۰ سال گذرے وہ زلزلہ جس نے سرینگر کشمیر کو تباہ کیا تھا۔ اور وہ جس نے سنہ ۱۸۹۷ء میں آسام میں اور وہ جس نے کلکتہ کو بہت شدید نقصان پہنچایا۔ اور وہ جس نے کانگڑہ بھون کو تباہ کیا۔ اور پنجاب کا بہت سا حصہ تباہ کیا۔ اور وہ جنہوں نے سنہ ۱۹۱۵ء میں اٹلی اور جاپان میں تباہی پھیلائی۔ اور سب سے آخر وہ جو نیوزی لینڈ۔ یوگوسلاویکا۔ منگوؤا دارالحکومت نکاراگوا (واقع امریکہ) اور روس اور انگلینڈ کے مختلف مقامات میں آئے ہیں۔ یہ تمام زلزلوں کا سلسلہ کثرت اور نقصان کی وسعت کے سبب غیر معمولی ہے۔ اور پیشگوئیوں کے الفاظ کی سچائی ثابت کرتا ہے۔

ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اور کتنی تباہیاں ابھی دنیا دیکھے گی۔ مگر یہ یقینی ہے کہ یہ حادثات ہر جگہ رونما ہوتے رہینگے۔ کوئی ملک محفوظ نہیں ہے۔ اس دعوی کی سچائی حضرت احمد مسیح موعودؑ کی ایک اور پیشگوئی سے ظاہر ہے جو درج ذیل ہے:-

"یاد رکھو[1] خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ زلزلے کثرت سے آئینگے۔ اسکو یقینی مان لو۔ اسی طرح جیسے کہ امریکہ۔ یورپ۔ اور ایشیاء میں زلزلے آتے ہیں۔ اور میری پیشگوئی کے مطابق آئے ہیں۔ مختلف مقامات میں زلزلے آئینگے۔ اور بعض اُن میں سے ایسے خطرناک ہونگے کہ ان سے قیامت خیز تباہی ہوگی۔ موت سے خوف و ہراس پیدا ہوگا۔ اور خون کی ندیاں چلیں گی"

یہ سب کچھ اسواسطے ہوگا کیونکہ لوگوں نے خدا کو بھلا دیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دل اور روح دنیاداری میں مبتلا ہیں۔

---

[1] اصل عبارت نہیں انگریزی سے ترجمہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اے یورپ - تو بھی محفوظ نہیں - کوئی فرضی خدا اُس دن تیری مدد نہ کر سکے گا" اکتوبر ۱۹۰۶ء

کوئی سوائے قادر مطلق خدا کے اسقدر گہرا علم آیندہ کے متعلق نہیں دے سکتا - اور وہ اپنے پوشیدہ راز کسی پر ظاہر نہیں کرتا - مگر اپنے رسول پر تاکہ وہ اُسکے خدا کی طرف سے رسول ہونے کے نشان ہوں - تاکہ خطا کار عبرت پکڑیں اور خدا کے غضب سے بچیں - پچھلی نصف صدی دنیا کی تاریخ ایسے واقعات کے لحاظ سے بے نظیر ہے - ۲۵ بڑے بڑے زلزلے اس ۵۰ سال میں آچکے ہیں - اور قریباً ۱۰ لاکھ آدمی مر چکے ہیں ؛

یہ معاملہ بہت وسیع ہے - اور ہر سوچنے والے آدمی کو اسپر غور کرنا چاہیئے کہ دنیا میں یہ تمام مصائب اور حوادث اسقدر کثرت سے کیوں آرہے ہیں ؟ کیا یہ حالات مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا زبردست ثبوت نہیں ہیں ؟ ہو سکتا ہے کہ جھوٹے مدعی بھی ہوں - لیکن کیا اسکے یہ معنی ہیں کہ سچا کوئی بھی نہیں آئیگا - کیا جھوٹے مسیح کے لئے یہ نشان دکھائے جانے چاہئیں - سچے معیار کا تقاضا یہی ہے کہ سچا مسیح صرف ایسے حوادث کے بارے میں پچھلی پیشگوئیوں کا حوالہ ہی نہ دے بلکہ انکے متعلق خود پیشگوئیاں بھی کرے - اور اپنی صداقت میں انکو بطور نشان کے پیش کرے - یہ تمام شواہد حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان کے حق میں پورے اُترتے ہیں - وہ آنکھ اندھی ہو جو اُسکو پہچاننے سے قاصر ہے ؛ (ترجمہ A. Sh)

حمیۃ العرب

(۱)

حضرت ہاشم نہ صرف اپنی قوم بلکہ اپنے ملک میں مہمان نوازی کے لئے بہت مشہور تھے - چنانچہ ایک سال مکہ میں سخت قحط پڑا - جس سے قریش کی حالت تباہ ہو گئی - حضرت ہاشم فلسطین تشریف لے گئے - اور وہاں سے آٹا خرید کے لائے - اور اس کی روٹیاں تیار کرائیں - اور اونٹ ذبح کر کے گوشت پکوایا - اور تمام قبیلہ قریش کو دعوت دی (طبری جلد دوم صفحہ ۱۷۹-۱۸۰) اس عام دعوت کی وجہ سے اُنکی فیاضی کا بہت شہرہ ہُوا - حضرت ہاشم کے بھتیجے اُمیہ کو جو خود بھی ایک دولتمند آدمی تھے - اسپر بہت رشک ہُوا - حضرت ہاشم کی شہرت مٹانے یا اُسکے مقابل میں اپنی شہرت قائم کرنے کے لئے اُنہوں نے بھی حضرت ہاشم کی طرح ایک عام دعوت کی بنا کی - لیکن اس معاملہ میں اُنکو منہ کی کھانا پڑی - قبیلہ قریش کے کچھ لوگوں نے ان کی دعوت کا مضحکہ اُڑایا - جس پر یہ نہایت برافروختہ خاطر ہوئے اور اپنے چچا ہاشم کو بہت بُرا بھلا کہا - صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اپنے چچا کو دعوت دی کہ آپ اپنے لئے جو بھی وجوہ تفوق خیال کرتے ہوں اُن میں میرا مقابلہ کر لیجیے پہلے تو حضرت ہاشم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اپنے سن اور علو مرتبت کی وجہ سے اپنے چھوٹوں کے مُنہ لگنا مصلحت نہ سمجھا لیکن بعد میں مجبور ہو کر دو شرطوں پر مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے۔ پہلی شرط تو یہ تھی کہ جو ہار جائے اُسکو چاہیئے کہ جیتنے والے کو پچاس بڑی آنکھوں والے اونٹ دے۔ بڑی آنکھ کے اونٹوں کی تخصیص بظاہر اس لئے کی تھی کہ اس قسم کے اونٹ غالباً کمیاب تھے لہذا ان کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ دوسری شرط یہ تھی کہ ہارنے والے کو دس سال کے لئے مکّہ چھوڑ دینا پڑیگا۔ اُمیّہ ان دونو شرطوں پر رضامند ہو گئے۔ حضرت ہاشم اور اُمیہ نے اتفاق کر کے ایک غیر جانبدار شخص کو حکم مقرر کیا۔ دونو نے اُسکے روبرو اپنے اپنے تفوق اور جلالت کے وجوہ بیان کیئے۔ حَکَم نے حضرت ہاشم کے موافق اور اُمیہ کے خلاف اپنا فیصلہ کیا۔ اُمیّہ نے پچاس اونٹ حضرت ہاشم کو دیئے۔ لیکن حضرت ہاشم اس امر کو اپنی شان کے خلاف سمجھے کہ اُن اونٹوں کو اپنی مِلک قرار دیتے۔ لہذا اُن اونٹوں کو ذبح کر کے لوگوں کو کھلا دیا۔ (طبری جلد دوم صفحہ ۱۸۰)

حضرت ہاشم کی پہلی شرط کا منشاء غالباً یہ تھا کہ ہارنے والے کو کچھ تو مالی نقصان اُٹھانا پڑے۔ اور دوسری شرط کی بظاہر غرض یہ تھی کہ اُسکو آئندہ کے لئے ایک قسم کی تنبیہ ہو جائے۔ بہرحال ان شرائط کی کچھ بھی غرض رہی ہو لیکن اس میں بظاہر کسی قسم کا شک نہیں معلوم ہوتا۔ کہ ہارنے سے اُمیّہ پر کچھ بڑا اثر پڑا ہوگا۔ اُس سے کہیں زیادہ بُرا اثر دس سال کی جلاوطنی سے ہُوا ہوگا۔ کیونکہ اپنی قوم اور اپنے وطن سے علیحدہ رہنے کے بعد اُن کے وقار میں کچھ نہ کچھ کمی ضرور ہو گئی ہوگی ؎

(۲)

شاہان روم اور مسلمان حکمرانوں میں ابتدائے اسلام میں اکثر نوک جھوک رہا کرتی تھی۔ منجملہ دیگر واقعات کے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ روم نے اپنی رعایا میں سے امیر شام کے دربار میں دو آدمی روانہ کیئے جن میں سے ایک نہایت قدآور جوان تھا اور دوسرا ایسا طاقتور تھا کہ جس کا کوئی روم میں مثل و نظیر نہ تھا اور امیر شام سے یہ فرمائش کی کہ آپ بھی ان دونو کے مقابلہ میں انہیں اوصاف کے دو جوان پیش کیجئے۔ امیر شام کو بآسانی ایک ایسا عرب مل گیا جو قد میں رومی شخص سے بہت کچھ نکلتا تھا۔ لیکن طاقتور شخص کے منتخب کرنے میں اُنکو فی الجملہ تردد ہُوا اُنہوں نے اپنے مشیر خاص سے اس مسئلہ میں مشورہ کیا۔ مشیر نے دو یا تین شخصوں کے نام لئے۔ جن میں سے حضرت محمدؐ بن الحنیفہ سب سے زیادہ طاقتور سمجھے جاتے تھے۔ گو کہ امیر شام سے اور حضرت محمدؐ بن الحنیفہ سے خاندانی خصومت تھی لیکن اپنی قوم اور ملک کی عزت باقی رکھنے کے لئے امیر شام نے مجبوراً اُنکو اپنے دربار میں طلب کیا اور قدیم عداوت کو تھوڑی دیر کے لئے بالائے طاق رکھدیا۔ حضرت محمدؐ بن الحنیفہ نے بھی قدیم خصومت کا مطلق خیال نہ فرمایا اور دربار میں تشریف لا کر مقابلہ کے بعد شخص رومی کو مغلوب کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ عرب کی شجاعت پر عموماً اور اُنکی قوم کی شجاعت پر خصوصاً کوئی حرف نہ آسکا ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب عرب کے کسی قبیلہ میں کوئی بڑا شاعر یا خطیب نکلتا تھا تو اس قبیلہ میں بیحد مسرت ہوتی تھی کیونکہ یہی ایک ایسا شخص تھا جو قبیلہ کے حقوق کی سوق عکاظ، موسم مکہ، مربد بصرہ، اور دوسرے بڑے بڑے مجمعوں میں صحیح ترجمانی کرتا تھا۔ اُس کے فضائل کا نشر کرتا تھا اور اُسکے عیوب کی پردہ پوشی کرتا تھا۔ دشمنوں کا دندان شکن جواب دیتا تھا۔ اکثر پیچیدہ امور کو سلجھاتا تھا اور اپنے قبیلہ کی عزت قائم رکھنے کے لئے اُبھارتا تھا۔ اور میدان جنگ میں لے جانے کے لئے ایک شاعر کے چند اشعار وہ کام کرتے تھے کہ جو کسی بڑی سلطنت کی قوت نہ کر سکتی تھی۔ میدان جنگ میں لڑنے والوں کی دلدھی ایسی کرتا تھا جو بڑے سے بڑا صلہ بھی نہ کر سکتا تھا۔ فتح کے بعد ان کی کامیابی کے راگ گاتا تھا۔ اور شکست وقتل کے بعد اُن پر آنسو بہاتا تھا اور اپنے قبیلہ کو کھوئی ہوئی عزت کو دوبارہ حاصل کرنے پر آمادہ کرتا تھا۔ قبیلہ کا مرد و زن ہر کہ دمہ اُسکو بہترین مشیر خیال کرتا تھا اور اُسکے اشعار کو زبانی یاد کر لیتا تھا۔ چنانچہ عمرو بن کلثوم کے قصیدہ کو اُسکے قبیلے بنی تغلب کے ہر چھوٹے بڑے نہایت عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور لوگوں کے سامنے پڑھتے تھے (آغانی جلد نہم صفحہ ۴۶) غرضکہ ایک شاعر یا خطیب اپنے قبیلے یا شہر کی وہی خدمت کرتا تھا جو آجکل بڑے سے بڑے سیاسی حلقہ میں کوئی اعلیٰ درجہ کا مقرر یا کوئی معقول اخبار کرتا ہے۔ دیگر قبائل صرف اُسی وقت اُس قبیلہ کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکتے تھے جب اُن میں بھی کوئی اُسکے مقابلہ کا شاعر یا خطیب پیدا ہو جائے +

چنانچہ سنہ ۹ ھ میں پیغمبر اسلام کی خدمت میں بنی تمیم کا ایک وفد حاضر ہُوا اور اُس نے یہ کہا کہ ہم اس غرض سے آئے ہیں کہ اسباب فضیلت میں آپ سے مقابلہ کریں۔ لہٰذا آپ ہمارے خطیب کو اجازت دیجئے کہ اسباب فضیلت بیان کرے چنانچہ اُن جناب نے اجازت دی۔ بنی تمیم کا خطیب کھڑا ہُوا اور تقریر کی جب اُسکی تقریر ختم ہوئی تو اُس نے کہا کہ جیسی ہم نے تقریر کی ہے ویسا ہی جواب ہونا چاہیئے۔ تو پیغمبر اسلام نے اپنے خطیب کو حُکم دیا اُس نے اپنی تقریر میں پیغمبرؐ اسلام اور مذہب اسلام کے اسباب فضیلت ذکر کئے۔ اسکے بعد وفد بنی تمیم نے کہا کہ ہمارے شاعر کو اجازت دیجئے۔ حضرتؐ نے اجازت دی چنانچہ شاعر نے اپنے اشعار میں بنو تمیم کے لئے جو اسباب تفوق تھے ذکر کیئے اُسکے بعد پیغمبرؐ اسلام نے اپنے شاعر کو حُکم دیا کہ ان کا جواب دو۔ چنانچہ شاعر نے جواب دیا یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ شعراء یمن وقت پر اشعار نظم کرتے تھے پہلے سے کہکر نہیں لاتے تھے۔ چنانچہ پہلے شاعر نے جس بحر و قافیہ میں اپنے اشعار پڑھے تھے اُسی بحر و قافیہ میں حضرتؐ کے شاعر نے جواب دیا۔ یہ سُننے کے بعد اُس وفد میں سے ایک شخص جو نہایت ہی ممتاز تھا بول اُٹھا کہ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے اور اُنکا شاعر ہمارے شاعر سے افضل ہے اور اُنکے خطیب و شاعر کی آواز ہمارے خطیب و شاعر کی آواز سے بلند تر ہے۔ اسکے بعد وفد بنی تمیم مشرف باسلام ہُوا۔ (طبری جلد سوم صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳)

عرب کا کوئی قبیلہ یا کوئی فرد جب دیگر قبائل یا دیگر افراد کے مقابلہ میں سیادت قائم کر لیتا تھا تو اُسکا کچھ اس طرح مظاہرہ کرتا تھا کہ جس کا دوسرے قبائل یا افراد جو اُسی کے مانند خود بھی غیور اور صاحب حمیت ہوتے تھے آسانی سے تحمّل نہ کر سکتے تھے۔ مثلاً سلمیٰ بنت عمرو مدینہ کی ایک خاتون تھیں اپنی قوم کی عظمت کی وجہ سے ان کو ایک قسم کا خاص امتیاز حاصل تھا۔ چنانچہ جو شخص ان کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا ان کی قوم ان کے سامنے دو شرطیں پیش کرتی تھی اوّل یہ کہ جب ان کے کوئی بچہ پیدا ہونے والا ہو تو وضع حمل کے لئے قبیلے میں بھیجدی جاویں۔ اور دوسری شرط اس سے بھی زیادہ سخت تھی وہ یہ کہ شوہر کو زوجہ سے کبھی علیحدگی کا کوئی حق نہ ہوگا۔ لیکن زوجہ کو ہر وقت اس امر کا حق حاصل رہیگا۔ کہ جب یہ اپنے شوہر سے ناراض ہو جائیں تو اُس سے علیحدگی کر لیں (سیرۃ بن ہشام جلد اوّل صفحہ ۴۷) یہ ایک ایسی شرط تھی جس کا یقیناً عرب میں عام طور سے رواج نہ تھا۔ یہ امر ظاہر ہے کہ اس شرط کا منشاء محض ان کی قوم کی عظمت تھی *

طاقت کے مظاہرہ کی دوسری مثال یہ ہے کہ حیرہ کے بادشاہ عمرو بن ہند نے ایک روز اپنے درباریوں سے ذکر کیا کہ آیا تمام عرب میں کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جس کی ماں میری ماں کی خدمت کرنے کو مکروہ جانتی ہو۔ اُن لوگوں نے عرض کی کہ ہاں عمرو بن کلثوم کی ماں ایک ایسی عورت ہے جو کسی کی خدمت کرنا پسند نہ کریگی۔ بادشاہ نے پوچھا کیوں اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اُسکے باپ اور اُسکے چچا شریف ترین عرب خیال کیئے جاتے ہیں۔ اور اُس کا شوہر عرب میں سب سے زیادہ بہادر تھا اور اسکا لڑکا عمرو اپنی قوم کا سردار ہے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے عمرو بن کلثوم کے پاس ایک قاصد بھیجا اور اُس سے ملاقات کا شوق ظاہر کیا۔ اور یہ بھی فرمائش کی کہ آپ اپنی ماں کو میری ماں سے بھی ملوا دیجئے۔ عمرو بن کلثوم جزیرہ سے حیرہ آیا اور اُسکے ساتھ اُس کی قوم بنی تغلب کی ایک جماعت تھی اور اُسکی ماں کے ساتھ بھی بہت سی عورتیں ہمراہ تھیں۔ عمرو بن کلثوم نے حیرہ پہنچنے پر حیرہ اور فرات کے درمیان میں اپنے خیمے جو اپنے ہمراہ لایا تھا نصب کیئے۔ بادشاہ کی ماں اور اُسکی ماں دونو ایک خیمے میں جمع ہوئیں۔ بادشاہ نے اپنی ماں سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ جب عمرو بن کلثوم کی ماں سے اور آپسے ملاقات ہو تو اپنے نوکروں کو تھوڑی دیر کے لئے ہٹا دیجئے گا اور اُسکی ماں سے کسی خدمت کی فرمائش کیجئے گا جب دونو مجتمع ہوئیں تو بادشاہ کی ماں نے عمرو بن کلثوم کی ماں سے کہا کہ ذرا مہربانی فرما کر یہ طبق مجھے اُٹھا دیجئے۔ عمرو بن کلثوم کی ماں نے جواب دیا کہ جس کو اس کی ضرورت ہو وہ خود ہی اُٹھا لے۔ بادشاہ کی ماں نے اسپر اصرار کیا۔ عمرو بن کلثوم کی ماں چیخنے لگی کہ اے میرے قبیلے والو! میری بڑی ذلّت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگئی۔ عمرو بن کلثوم جو باہر بیٹھا تھا یہ آواز اس کے کانوں تک پہنچی اور اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ یہ آمادۂ پیکار ہے۔ اسی اثنا میں بادشاہ کی تلوار جو خیمہ میں لٹکی ہوئی تھی عمرو بن کلثوم نے جھپٹ کر اٹھالی اور بادشاہ کو مار ڈالا اور اپنے قبیلہ والوں کو آواز دی وہ لوگ خیمے میں گھس آئے اور جس قدر مال و متاع تھا وہ سب لیکر جزیرہ چلے گئے ؛

ظاہر ہے اگر عمرو بن کلثوم کی ماں بادشاہ کی ماں کی فرمائش پر طبق اُٹھا دیتی تو اسکی خاندانی شہرت اور امتیاز کو سخت نقصان پہنچتا۔ یہ شخص بڑی آن بان کا آدمی تھا باوجود اسکے کہ بادشاہ کے طلب کرنے پر آیا تھا۔ لیکن اس نے یہ نہ پسند کیا کہ بادشاہ کے کسی مکان میں قیام کرے بلکہ اس نے خود اپنے خیمے علیحدہ برپا کیئے۔ بھلا ایسا شخص اس توہین کو کیونکر گوارا کر سکتا تھا چنانچہ اس نے بطور فخر اس واقعہ کو ایک مشہور قصیدہ میں ذکر کیا جو سوق عکاظ اور موسم مکہ کے بڑے بڑے مجمع کے سامنے پڑھا گیا اور جسکو اسکے قبیلے والے نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس قبیلے کا کوئی ایسا چھوٹا یا بڑا نہ تھا جسکو یہ قصیدہ زبانی یاد نہ ہو۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے (آغانی جلد نہم صفحہ ۱۷۶) (بمختصر)

عیسائیت اور تعدد ازدواج

برلن سے جو اعداد و شمار سرکاری طور پر شائع ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں ۵۰۰،۰۰۰، ۱۵ عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ جنگ عظیم سے پہلے ہر ۱۰۰۰ مردوں کے مقابلے میں ۱۰۳۸ عورتیں تھیں۔ اب اس قدر زیادہ عورتوں کا کیا انتظام ہو سکتا ہے۔ کیا وہ ساری عمر کنواریاں رہیں۔ عورتیں صرف کھانے پینے سے زندہ نہیں رہ سکتیں اُنہیں خاوندوں کی بھی ضرورت ہے۔ یورپ اتنے خاوند کہاں سے مہیا کرے۔ امریکہ کینیڈا اور دوسری گوری نو آبادیات میں بھی یہی حالت ہے۔ رنگ اور نسل کے تعصب کی وجہ سے وہ ایشیائی یا دوسرے ممالک کے باشندوں سے بھی شادیاں نہیں کر سکتیں اس کا علاج صرف تعدد ازدواج ہے۔ مگر چونکہ عیسائی مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا اس لیئے یورپ اس نسخہ کو استعمال نہیں کر سکتا۔ بہتر یہی کہ جو مذہب تمام ضروریات انسانی کو جو ہر دم بدلتی رہتی ہیں پورا نہیں کر سکتا۔ اس کی بجائے وہ مذہب اختیار کیا جائے جس میں عورتوں کی زیادتی کا انتظام موجود ہے (یعنی اسلام) اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ اسلام کی طرف آہستہ آہستہ آرہا ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یسوع کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا

قبل اس کے کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے مر کر دوبارہ زندہ ہونے کی اصل حقیقت پر غور کیا جائے ہمیں معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا مسیحؑ صلیب پر فوت ہوا یا ایک درخت پر۔ نیز یہ کہ صلیب سے کیا مراد ہے؟ اور ایک ٹہنیوں والے اور بغیر ٹہنیوں والے درخت میں کیا فرق ہے؟ پھر ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ اگر یسوع واقعی صلیب یا درخت پر فوت ہوا تو اسکو دفنایا کس نے؟ اگر اس نے فی الواقعہ صلیب پر وفات پائی تو کہہ سکتے ہیں کہ رومن سپاہیوں نے اسکو صلیب سے اُتارا اور پیلاطوس کے حکم کے مطابق یوسف کو لاش دیدی اور تیسرے دن وہ پھر زندہ ہو گیا۔ لیکن اگر یسوع مار دیا گیا اور پھر ایک درخت پر لٹکا دیا گیا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کی حیات بعد الموت محض ایک اختراع شدہ افسانہ ہے جسکو اس کے حواریوں نے اسلئے گھڑ لیا تاکہ یہودیوں کی اس غلط خبر کا ازالہ کریں کہ مسیح ایک ملعون کی موت مرا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر نہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور نہ برحق نبی۔ عہدنامہ عتیق میں یہ مذکور ہے کہ کاذب کو خدا جلد تباہ کر دیتا ہے۔

ہمیں نئے عہدنامہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ یسوع نہ صرف یہودیوں کا مسیح موعود تھا بلکہ ابن اللہ اور ابن آدم بھی۔ یہودی چشم براہ تھے کہ اُن کا مسیح فاتح ہوگا اور اُن کا قومی نجات دہندہ آسمان سے اُتریگا۔ لیکن جب انہوں نے یسوع مسیح میں ایسا کوئی نشان یا قوت کا مظاہرہ ہوتے ہوئے مشاہدہ نہ کیا تو انہوں نے اُس کا انکار کر دیا اور جھٹلا دیا۔ باوجودیکہ انہوں نے اسکی تکذیب کی یسوع اپنے دعاوی پر قائم رہا کہ وہ ابن اللہ اور ابن آدم ہے۔ بعد میں اس نے یہودی علما کے معائب کا انکشاف کرنا شروع کر دیا۔ یسوع کے اس لائحہ عمل نے یہودی علما کو مشتعل کر دیا۔ اور انہوں نے اسکی گرفتاری کے لئے تجاویز سوچیں آخر کار قتل کر دیا۔

اپنی گرفتاری سے قبل یسوع نے بارہ ماہی گیر بطور اپنے حواریوں کے منتخب کئے۔ اس انتخاب کے بارہ میں غیر مسیحی مشرکین کے ایک عقیدہ یا رسم کے متعلق ہمیں واقفیت حاصل کرنی ضروری ہے:-

مسٹر الفنسی کونی بیئر نے لکھا ہے:- "دنیائے قدیم کے ماہرین علم حیوانات کا خیال تھا کہ مچھلیاں پانی سے بغیر کسی ازدواجی تعلق کے پیدا ہوتی ہیں۔ پہلے پہل شام میں مچھلیوں کو مقدس اور قابل تکریم خیال کیا جاتا تھا۔ قدیمی عیسائی لوگ یا تو اسلئے کہ وہ سزا سے ڈرتے تھے یا پھر بوجہ اپنی قدرتی اُلفت عجوبہ پسندی کے جس چیز کی تکریم کرتے اسکو بعض نشانوں سے ظاہر کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے یسوع مسیح کو مچھلی کا انتخاب کیا ہوا تھا۔ یہ ایک بڑی مچھلی تھی جسکے حواری چھوٹی مچھلیاں تھیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹرٹولین نے پانی سے بپتسمہ دینے کی حکمت ان الفاظ میں بیان کی ہے :-

"حُوتِ اکبر یسوع مسیح کی اقتدا کرتی ہوئی ہم چھوٹی مچھلیاں پانی میں پیدا ہوئی ہیں اور ہماری تخلیق محض پانی میں رہنے سے ہوئی ہے اور اس کے سوا کوئی وجہ نہیں اور ہم نجات یافتہ ہیں"

قدیم رُومی قبرستانوں میں جگہ جگہ مچھلیوں کے آثار ملتے ہیں اس طرح کی یادگاروں میں سے سب سے زیادہ قابل ذکر یادگار یونان کی خانقاہ کے ایک عجائب گھر میں ہے جو گروٹا فیراٹا (نزد روم) میں ہے۔ یہاں پانی جمع کرنے کے واسطے ایک وسیع سنگ مرمر کا تالاب ہے جس کو ۶ جنوری کے دن برکت دی گئی۔ جو مسیح کے بپتسمہ کی عید کا دن ہے۔ (یہ مشرکین کا ایک خاص دن ہے) اسکو چاروں طرف سے تراشی ہوئی تصاویر اور مورتوں سے مزین کیا گیا ہے جو غالباً کانسٹنٹائن یا اس سے قبل کے زمانہ کے ہیں۔ ستونوں کی ایک چوٹی سے انسانی مورتوں کے سر نیچے پانی میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مچھلیاں بن کر ایک بڑی مچھلی کے گرد تیر رہی ہیں۔ اور یہ بڑی مچھلی یسوع مسیح کا نشان ہے۔ سامنے ایک اونچی جگہ پر دو مورتیں نصب ہیں جو مچھلیاں پکڑ رہی ہیں یہ مسیح کے ماہی گیر شاگردوں کو ظاہر کر رہی ہیں"

(مائتھ۔ میجک اینڈ مورل صفحہ ۱۷۳)

یہودیوں نے یہودا اسکریوطی کی مدد سے جو ان ماہی گیروں میں سے ایک تھا "حُوتِ اکبر" کو گرفتار کرا دیا۔ وہ اسکو پیلاطوس کے سامنے لے گئے تاکہ وہ اسکو موت کی سزا دے لیکن وہ ایسا حکم صادر کرنے سے ڈرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان سے کہا کہ وہ یسوع کو خود لے جا کر اپنے رسم و رواج کے مطابق فیصلہ صادر کریں پھر وہ یسوع کو سَن ہیڈرین نام یہودی کونسل کے سامنے لے گئے۔ اور اسقفِ اعظم نے یہ کہتے ہوئے فیصلہ سنایا کہ "یہ از بس ضروری ہے کہ ایک آدمی سب لوگوں کے لئے مر جائے (یوحنا باب ۱۸ ورس ۱۳-۱۴) (یہودیوں کو صلاح دی کہ اُمّت کے بدلے ایک کا مرنا بہتر ہے) یسوع کو کسی طرح قتل کیا گیا۔ اسکو حواریوں نے صفائی کے ساتھ اعمال باب ۵ ورس ۳۰ اور باب ۱۰ ورس ۳۹ میں بیان کیا ہے۔ وہ تمام واقعات کے شاہد تھے حتّٰی کہ یسوع کو قتل کر دیا گیا اور درخت پر لٹکا دیا گیا۔ لیکن کسی نے اسکے رفع کو نہ دیکھا یہاں اِس حُوتِ اکبر اور دوسری چھوٹی مچھلیوں کی حکایت خاتمہ پذیر ہوتی ہے۔

مسیح کے غائب ہونے یا فرضی موت اور اس کی دوبارہ زندگی کے بعد اسکے حواری باوجود مخالفت کے تبلیغ کرنے لگے۔ اُن کے بڑے مخالفوں میں سے ایک پولوس بھی تھا۔ کچھ دیر تو وہ حواریوں کے خلاف رہا۔ لیکن ایک دن جب وہ دمشق کی طرف سفر کر رہا تھا تو اس نے یسوع کو آسمان سے پکارتے سُنا:-

"اے ساؤل اے ساؤل تو کیوں مجھے تکلیف دیتا ہے کانٹوں کو ٹھوکر لگانا ترے لئے سخت دشوار ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بعد وہ یسوع پر ایمان لے آیا۔ تبدیل مذہب اس کے نزدیک کسی نئے اصول پر کاربند ہونا نہیں تھا بلکہ انہیں پُرانے اصولوں کا از سرِ نو چسپاں ہونا مراد تھا یعنی "متھرا اِزم" اس بات نے پولوس اور حواریوں کے درمیان جھگڑا کھڑا کر دیا۔ لیکن مسیح کی موت کے عقیدہ میں وہ اُن سے متفق تھا" (اور جب سب کچھ جو اسکے حق میں لکھا تھا پورا کر چکے تو اسے کاٹھ پر سے اُتار کے قبر میں رکھا۔ لیکن خدا نے اسے مُردوں میں سے اُٹھایا) (باب ۱۳۔ ورس ۲۷-۲۹) پھر اس نے پانسو غیر معروف اور گمنام آدمی بطور گواہ پیش کیے جنہوں نے مسیح کو آسمان پر چڑھتے دیکھا تھا۔ لیکن وہ ایک کو بھی پیش نہ کر سکا جس نے مسیح کو دوبارہ زندہ ہوتے دیکھا ہو۔ اسکے بعد اناجیل کے مصنفین کا ذکر آتا ہے۔ ان تمام اناجیل میں متی۔ لوقا۔ مرقس اور یوحنّا نے ذکر کیا ہے کہ یسوعؑ کو سبت کے دن سُولی پر لٹکایا گیا اور چند گھنٹوں میں اس کا طائر روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا۔ اور شام کو وہ ایک قبر میں دفن کیا گیا جہاں سے وہ تیسرے دن رفع کر گیا۔ یہاں بھی کسی نے اس کا زندہ ہونا مشاہدہ نہیں کیا۔

اب ایک ڈرامہ ہے جس کے تین حصّے ہیں۔ ان میں پولوس اور چار رسولوں نے علی الترتیب حصّہ لیا۔ یہ ڈرامے یونانی زبان میں تالیف کیئے گئے۔ اور اس کو عہد نامہ جدید کہتے ہیں۔ اس کا ترجمہ کم و بیش تین صد زبانوں میں کیا جا چکا ہے۔

ڈرامے کا پہلا حصّہ بارہ "ماہی گیراں" کے ایکٹ سے شروع ہوتا ہے۔ انکو ماہی گیر اس لئے نہیں کہا جاتا کہ وہ مچھلیاں پکڑا کرتے تھے بلکہ بوجہ انکی کمزور دلی کے وہ اس نام سے موسوم تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے آپکو مچھلی کے نام سے ظاہر کرتے تھے تاکہ پہچانے نہ جائیں۔ یہ تھی ان کی اخلاقی جرأت جس نے اُنمیں سے ایک کو منافق بنا دیا۔ اور یسوعؑ کو دھوکا سے یہودیوں کے ہاتھ گرفتار کروا دیا۔ جب یہ بات ہو تو کیا ہم ان سے یسوعؑ مسیح کی حیات بعد الممات یا اسکے حالات کی بابت کسی امر واقعی کی اُمید کر سکتے ہیں؟ یقیناً یہ ناممکن بات ہے۔ کیونکہ کمزور دلوں کو ہمیشہ خوف و خطر لگا رہتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے بچاؤ کی فکر میں رہتے ہیں۔

جن گواہوں نے یسوعؑ کے جینے کا مشاہدہ کیا۔ پطرس کہتا ہے کہ وہ رومی چوکیدار تھے اور وہ اُنکے ساتھ یہودیوں کے بزرگوں کا بھی ذکر کرتا ہے۔

"اُس رات جب ہمارے خداوند کا دن نزدیک آ رہا تھا اور جب سپاہی دو دو کر کے پہرہ دے رہے تھے۔ اوپر سے ایک بڑی آواز آئی۔ اور آسمان کا ایک در کھُلا اور دو آدمی کثیر روشنی کے ساتھ اُترے۔ اور قبر کے پاس پہنچے۔ اور وہ پتھّر جو دروازہ کے اوپر پڑا تھا خود بخود کھسک گیا۔ اور تھوڑا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھوڑا کر کے پرے ہوگیا۔ قبر پھٹ گئی اور دونوں نوجوان اس میں داخل ہو گئے۔ جب سپاہیوں نے یہ دیکھا تو دوسرے چوکیداروں اور یہودی بزرگوں کو بھی جگا دیا کیونکہ وہ بھی پہرہ دے رہے تھے اور جونہی انہوں نے قصّہ ختم کیا ایکبار پھر انہوں نے تین آدمیوں کو قبر سے نکلتے دیکھا۔ دو نے تیسرے کو سہارا دیئے ہوا تھا۔ اور ایک صلیب اُن کے پیچھے تھی۔ اور دونو کے سر آسمان سے ٹکراتے تھے۔ لیکن اس کا سر جسکو وہ سہارا دیئے ہوئے تھے آسمان سے بھی پرے تھا۔ اُن کو آسمان سے ایک صدا آئی "کیا تُو نے زمین والوں کو وعظ ونصیحت کی ہے" اور صلیب سے ایک آواز آئی ہوئی معلوم دی کہ "ہاں"

اس مرفوع جسم کا طول محیر العقول تھا۔ یہ قصّہ بالکل اس کہانی سے مناسبت کھاتا ہے جس کو فلسطین کے بعض عیسائی بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یسوع کے فوع جسم کا طول اسقدر زیادہ مشاہدہ کیا گیا تھا کہ جب اسکو پاس والی پہاڑی کے ساتھ ناپا گیا تو جسم اس سے کہیں زیادہ بلند تھا ؛

ناطق صلیب کا ذکر بھی تواریخ کی اکثر کتب میں کیا گیا ہے۔ اور مشرقی گرجوں میں یہ خیال مروّج تھا کہ یسوع مسیح حفاظت کی خاطر اپنی روح کو اس میں رکھ کر صلیب کو آسمان پر لے گیا تھا۔ آجکل کے عیسائیوں کو موخرالذکر حفظ ماتقدم غیر ضروری معلوم ہوگا لیکن غالباً ان کو معلوم نہیں کہ جسٹن شہید کا دوسری صدی کے نصف میں یہ خیال تھا کہ جب یسوع فوت ہوا تو ہوا کے بھوت اسکی روح پر جب کہ وہ آسمان کی طرف پرواز کر رہا ہو راستہ میں ڈاکہ ڈالنے کی ٹھان رہے تھے اور وہ شاید کامیاب بھی ہو جاتے اگر یسوع "بلند آواز سے چلا کر اے باپ میں اپنی روح تیرے سپرد کرتا ہوں" (لوقا) اس کو خدا کے سپرد نہ کر دیتا" (کانی بیئر)

ڈرامے کا دوسرا حصّہ وہ ہے جس میں پولوس نے حصّہ لیا۔ اس میں وہ یسوع مسیح کا جینا مختلف طریقہ سے بیان کرتا ہے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت کے ذریعہ اس نے آنوالے مسیح کا نقشہ تیار کر لیا تھا کہ وہ ایک آسمانی ہستی ہوگی جس کے ساتھ خدائی طاقت اور الٰہی جلال ہوگا اور وہ آسمانی باپ کا ہی ثانی ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا اوتار کامل اور انسانیت کا صحیح مرقع۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ کے پہلے متبعین کا مسیحؑ کے متعلق ایسا بلند خیال بالکل نہ تھا۔ ان کے نزدیک وہ محض خدا کا ایک رسول تھا جس کا انجام خوفناک ہوا لیکن پھر بھی وہ تاحال زندہ تھا۔ اور جس نے اپنی قوم میں پھر مبعوث ہونا تھا تاکہ داؤد کی بادشاہت کو بحال کر دے۔ لیکن پولوس کے نزدیک وہ ایک کامل اور دائمی ہستی تھی جس نے خدا کا دایاں ہاتھ چھوڑ کر انسانی گوشت پوست کے ڈھانچہ میں جلوہ گر ہونا اور یسوع مسیح بن کر ایک مُجرم کی حیثیت میں سُولی پر چڑھنا محض اسلیئے قبول کر لیا تھا تا وہ ایک مکمّل مُجرم بن کر خدائی غضب کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹھنڈا کر سکے اور کفّارہ ہو جائے۔ نہ صرف اپنا بلکہ تمام بنی نوع انسان کا۔

پولوس کے بیان کردہ "یسوع مسیح" کے متعلق کانی بیئر کہتا ہے:-

"پولوس کا مسیح اسی کا اپنا ایک ابتدائی ڈھکوسلا ہے بسبب اسکے کہ وہ ناصرہ کا ایک تاریخی شخص تھا اور بوجہ اس کے کہ وہ لوگ جو اس شخص کو جانتے تھے صرف یسوع کے نام سے اسکو یاد کیا کرتے تھے۔ پولوس کا یسوع انسانی عقل سے بالا ایک آورش نجات دہندہ ہے جو ازل سے اس کام کیلئے مقرر ہوا کہ تمام دنیا کا کفارہ ہے مُردوں میں سے خدا کی روح سے متنفّخ ہو کر اس نجات دہندہ نے اپنا سب کچھ قبر میں چھوڑ دیا۔ اپنا مُردوں کی خبر میں سے ہونا اپنا گوشت پوست اپنی یہودیت۔ پولوس اہل گلیتہ کو لکھتا ہے:۔ "کیونکہ تم سب کے سب اس ایمان کے سبب جو یسوع مسیح پر ہے خدا کے فرزند ہو۔ کہ تم سب جنہوں نے مسیح میں بپتسمہ پایا مسیح کو پہن لیا نہ یہودی نہ یونانی نہ غلام نہ آزاد نہ مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔" (گلتیوں باب ۳۔ ۲۶/۲۹)

ایسے نکتہ خیال سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ غیر یہودی اقوام کے لوگ (مسیحی یہودیت) میں داخل کیئے گئے تھے یہودیوں کی شرع کی پابندی کریں یا اُن کا سبت منائیں اور باقی رسومات مذہبی کا خیال کریں جو انکو یہودیوں سے مل کر کھانے سے روکتی تھیں۔ یہی بات تھی جسپر پولوس پطرس اور یعقوب یوحنا و دیگر متبعین یسوع مسیح کی آپس میں بحث تھی۔ مؤخر الذکر نے سمجھ لیا تھا کہ سبت کی عقلاً تاویل اس طرح کرنی چاہیئے۔ لیکن اسکو منسوخ کرنے کا خیال اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ پولوس کو انکار تھا کہ یہ شریعت تو ہدایت یافتگان پر ہی عائد ہو سکتی ہے۔ اُس کے نزدیک غیر یہودی اقوام کے ساتھ کھانا کھانے کی اجازت تھی اور وہ مقدّس رسومات سے عام نفرت و حقارت کا اظہار کرتا تھا۔ ان حالات میں سوائے اسکے کہ اُس کے لوگ اُس کے خلاف غم و غصّہ کا اظہار کرتے اور کیا کر سکتے تھے۔

جو قریب ترین راستہ اُس نے نجات حاصل کرنے کے واسطے غیر یہودی اقوام کے لئے "اختراع" کیا تھا اسکے خلاف بھی انہوں نے احتجاج کیا اور اصرار کیا کہ مسیحی بادشاہت میں جانے کا اور کوئی راستہ نہیں۔ سوائے ان کتب اور مشاہدات کے جنکو پولوس غیر ضروری تصوّر کرتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ مسیح صرف یہودیوں کا ہی مسیح ہے غیر یہودی اقوام کا نہیں کیونکہ انکے لئے کوئی خدائی وعدہ نہیں کیا گیا اور نہ کوئی ان کے اور یہوواہ کے درمیان کوئی سمجھوتا ہوا۔ پس اگر کوئی غیر یہودی بادشاہت میں داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ یہودیت کے تنگ دروازہ سے ہی ہو۔ ان کا سوال تھا کہ پولوس کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ یسوع کی شریعت کے خلاف بغاوت کرے۔ وہ یسوع کہ جس نے اپنی زندگی میں اعلان کیا تھا کہ وہ شریعت قائم کرنے کے لئے آیا ہے نہ اسکو توڑنے کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ پوچھتے تھے کہ پولوس کن حقوق کی بنا پر اپنے مکاشفات اور وحی وغیرہ مسیح کی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ مسیح جسکو وہ جانتا ہی نہیں اور جسکی طرف سے وہ رسول مقرر ہی نہیں ہوا۔ وہ اسکے الہامات پر ٹھٹھا اُڑاتے تھے اور اس کشمکش کے دوران میں وہ بعض اوقات اسکو غیر عیسائی قرار دیتے +

پولوس کے پاس اس کا جواب صرف یہ تھا کہ وہ بارہ حواریوں پر ناک بھوں چڑھا دیتا اور اپنی رؤیا پر قائم رہتا۔ وہ کہتا کہ اس نے یسوع مسیح کو بہرحال دیکھا ہے۔ مثلاً رفع یسوع کو۔ اور غیر یہودی اقوام میں انجیل کی تبلیغ کرنے کو وہ مبعوث کیا گیا ہے۔ وہ کہتا کہ پولوس نہیں بول رہا بلکہ یسوع مسیح کی اپنی روح ہے جو اس میں رہتی ہے اور اسکے تمام افعال و اعمال کا محرک ہے۔ اس بات پر ایک زبردست جھگڑا تھا جس کا علاج اُسوقت تک ناممکن تھا جب تک فلسطین کے عیسائیوں کی پہلی نسل جس نے حضرت مسیحؑ کو دیکھا تھا وہ گذر نہ جائے۔ فی الحال پولوس کی ہوشیاری سے ایک عارضی صلح منضبط ہو گئی۔ اِن شرائط پر کہ اس کے نو ہدایت یافتہ لوگ غیر یہودی کو بھائی بھائی خیال کرینگے۔ بشرطیکہ وہ سوائے حلال گوشت کے اور کچھ نہ کھائیں گے۔ اور یروشلم کے بھائیوں کے گذارہ کے لئے فیاضانہ طور پر چندہ جمع کرینگے جو بوجہ سزا اور عذاب یا جماعتی طور پر رہنے کے مفلوک الحال اور نادار ہو گئے تھے +

"صرف فلسطین میں اس زمانہ کے یہودی شریعت کی سختی کے ساتھ پابندی کر سکتے تھے۔ بحیرۂ روم کے اردگرد یونان اور لاطین کے شہروں میں وہ خود اپنے درمیان بھی اسکی پابندی نہ کر سکتے تھے۔ چہ جائیکہ ان کے نو ہدایت یافتگان کرتے۔ چنانچہ مسیحی عیسائیت یعنی وہ عیسائیت جو ختنہ۔ سبت کو منانے اور خوراک کے حلال و حرام کی شرائط و دیگر مذہبی رسومات پر زور دیتی تھی جلد تباہ ہو گئی اور سوائے فلسطین کی تنگ حدود کے اور کہیں نظر نہ آتی تھی۔ وہاں بھی یہ یروشلم کی فتح (سنہ ۷۰ء) کے بعد بمشکل ہی رہتی۔ اس طرح پر مصالحت کی شرائط کچھ حد تک یعقوب۔ یوحنّا اور پطرس پر عائد ہوتی تھیں" (Myth, Magic & Moral 5/8 page)

پولوس کے "مرفوع یسوع مسیح" کے ڈھکوسلے اور شرع موسوی کی خلاف ورزی کی ایک بڑی وجہ تھامس پین نے اس طرح پر بیان کی ہے :-

Nazarenes یا Ebionites نے جو اوّلین عیسائی تھے پولوس کے تمام مکاتیب کو منسوخ قرار دیا اور جھوٹا ٹھیرایا۔ بعض دوسری باتوں کے علاوہ کہتے تھے کہ یہ کافر ہے۔ اور یہ کہ وہ یروشلم گیا تھا جہاں وہ کچھ عرصہ تک رہا۔ اور ایک اسقف اعظم کی لڑکی سے شادی کرنیکا خواہاں تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس نے آپ ہی مذہبی رسومات ادا کر دیں۔ لیکن جب وہ لڑکی کے حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو وہ یہودیوں سے لڑ پڑا اور اُس نے مذہبی رسومات ختنہ۔ سبت منانے اور دوسرے جائز ارشادات کے خلاف قلمی جہاد کیا۔"

(Age of Reason حاشیہ ۱۷۳ صفحہ)

ڈرامے کا آخری حصہ چہار اناجیل کے مصنفوں سے تعلق تھا۔ اسکو ان تمام پادریوں نے جو ناٹسیں اور لاوڈ اٹس (۳۲۵ء عیسوی) میں جمع ہوئے تھے اعلیٰ ترین شذرہ قرار دیا ہے۔ اس ایکٹ میں یسوع کے جی اُٹھنے کا نظارہ دو مریموں کے غیر معقول افسانے سے منقول شدہ ہے لیکن لطف یہ کہ مریموں میں سے کسی نے بھی یسوع کے رفع کو بذاتِ خود مشاہدہ نہیں کیا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے یسوع کی خالی قبر کو دیکھا یا اسکو ایک باغبان کے بھیس میں نظارہ کیا۔

اگر یسوع کا قبر سے رفع ہوتا اور وہ یروشلم کے بازاروں میں چلتا پھرتا اور پھر ۵۰۰ آدمیوں کی حاضری میں آسمان کی طرف پرواز کر جاتا تو نہ صرف یہودی اسقفِ اعظم (جس نے یسوع کو موت کی سزا دینے کا فیصلہ صادر کیا تھا) اس کے رفع کو تسلیم کر لیتا۔ بلکہ پیلاطوس بھی بمع ہیرودوس (اگر وہ اسوقت زندہ تھا) اس کے رفع کو صحیح ماننے میں انکار نہ کرتا +

درحقیقت یسوع کا زندہ ہونا محض ایک "اختراع شدہ" افسانہ ہے جن کو ایسے اشخاص نے گھڑ لیا جن کے دماغوں میں مشرکین کی ایسی ہی کہانیاں راسخ ہیں +

پطرس رومی چوکیداروں اور یہودیوں پہرہ داروں کو یسوع کے محیر العقول زندہ ہونے کا چشم دید گواہ ٹھیراتا ہے۔ پولوس ۵۰۰ گواہ لاتا ہے اور کہتا ہے کہ انہوں نے یسوع مسیح کا ہی بلاشبہ صعود الی السماء مشاہدہ کیا۔ اور چہار اناجیل کے مصنفین دو مریموں کو پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے یسوع مسیح کو ہی باغبان کے بھیس میں اور اس کی قبر کو خالی دیکھا تھا +

تو پھر ہم مانیں کس کی ؟

(ٹی کے لائی) مترجمہ عبدالرحیم شبلی۔ قادیان

بقایا داران آگاہ رہیں نومبر کا رسالہ ان خریداران ریویو کے نام وی پی ہوگا جن کی طرف سے تاحال چندہ ریویو وصول نہیں ہوا۔ امید ہے کہ یہ وی پی وصول کر لئے جائینگے +

(مینیجر ریویو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدوں میں اتھاس

پنڈت دیانند جی پر درتک آریہ سماج کا یہ سدھانت تھا۔ کہ ایشوری گیان وہ ہو سکتا ہے۔ جو آدی سرشٹی سے ہو۔ اور اتھاس سے مبرّا ہو۔ چونکہ عام ہندو جنتا ویدک لٹریچر سے ناواقف تھی۔ اسلئے پنڈت دیانند کا جادو تھوڑی دیر کے لئے چل گیا۔ لیکن باطل آخر باطل ہے۔ وہ ضرور ظاہر ہو جاتا ہے۔ پنڈت جی کا مذکورہ بالا سدھانت ویدا کول نہ تھا۔ بلکہ من گھڑت تھا۔ پنڈت دیانند کو اس سدھانت گھڑنے کی محض اس لئے ضرورت پڑی۔ کہ چونکہ دیگر مذاہب کی الہامی پستکوں میں اتھاس پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس نے یہ سوچا کہ کوئی ایسی دلیل پیدا کی جائے جو ہندوؤں کو ان ایشوری گیان کی پستکوں سے بیزار کر دے۔ لیکن پنڈت دیانند کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ جو سدھانت وہ ویدک دھرم کو ایشوری گیان سدھ کرنے کے لئے مقرر کر رہا ہے۔ وہی سدھانت ویدوں کی جڑوں پر پانی پھیر دیگا۔ چنانچہ اب ایسا ہی ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ جوں جوں ہندو جنتا ویدک زبان سے واقف ہو رہی ہے وہ ویدوں کو ایشوری گیان تو کجا وگیان کی پستک بھی ماننے سے انکار کر رہی ہے۔ اور ویدوں کو تلانجلی دے رہی ہے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں ٭ لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

آریہ سماج کے وِدّوانوں نے جب ویدوں کا سوادھیائے کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ ویدوں کے اندر نہ صرف اتھاس ہے۔ بلکہ من گھڑت قصّے بھی ہیں۔ چنانچہ پنڈت وشو بندھو جی جو دیانند براہم مہا ودیالیہ کے اچاریہ ہیں۔ خداداد جرأت کو کام میں لاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں۔ کہ ویدوں میں اتھاس ہے۔ اور وید ہرگز ہرگز ایشوری گیان سدھ نہیں ہو سکتے اور اس کا پرچار کرنا شروع کر دیا۔ جس سے آریہ سماجیوں کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی اور پنڈت جی کو یہ کہا جا رہا ہے کہ اس حالت میں جبکہ پنڈت وشو بندھو جی کا آریہ سادھارن تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر وشواش نہیں۔ وہ ویدوں کو ایشوری گیان نہیں مانتے اور ان میں اتہاس مانتے ہیں۔ تو اُن کا اخلاقی فرض یہی ہے۔ کہ وہ خود ہی دیانند براہم مہاودیالیہ کے اچاریہ پدسے پرتھک (علیحدہ) ہوجائیں۔ (از اخبار آریہ ویر ۲۶ جون ۱۹۳۱ء)

پیشتر ازیں کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ بتادوں کہ پنڈت وشوبندھو جی کی علمی یوگتا کتنی ہے۔ تاکہ حقیقت کو جلدی پاسکیں۔

"پنڈت وشوبندھو جی یہ درست ہے کہ دیانند براہم مہاودیالیہ کے اچاریہ ہیں۔ پنڈت اور ودوان بھی اچھے ہیں۔ ویدوں کا سوادھیائے بھی .... کئی سال تک کرتے رہے ہیں۔ لیکن وہ سپشٹ طور پر ویدوں میں اتہاس مانتے ہیں۔ ویدوں کو ایشوری گیان نہیں مانتے۔ اور اس کی گھوشنا اور پرچار کرتے ہیں"۔ (از اخبار آریہ ویر لاہور ۱۲ جون ۱۹۳۱ء صہ ۳)

"آریہ سماج کی گود پلے ہوئے آریہ سماج کی چھاتی کا دودھ پی کر جوان ہوئے پنڈت وشوبندھو جی ہاں تیاگ اور تپسیا کے اوتجت نمونے وشوبندھو جی ودّیا (علمیت) اور سرلتا کی مورتی وشوبندھو جی جن کو دیکھ کر مجھے پنڈت گورودت (جنکے نام پر آریہ سماج نے لاہور میں گورودت بھون بنایا ہوا ہے) جی یاد آتے تھے۔ بھلا کیوں آریہ سماج کی جڑوں پر کلہاڑا دھرنے لگا ہے" (از پنڈت بھگت رام اخبار آریہ ویر لاہور ۲۸ جون ۱۹۳۱ء صہ ۱۲)

"پنڈت وشوبندھو سنسکرت میں شاستری اور ایم اے ہیں۔ آپکی علمیت خاص درجہ رکھتی ہے۔ آپ نے گذشتہ دس بارہ سال وید اور وید کے لٹریچر کے مطالعہ میں صرف کئے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا ہے۔ کہ وید میں تاریخی واقعات کا ذکر پایا جاتا ہے" (از اخبار ہندو لاہور ۲۷ جون ۱۹۳۱ء صہ ۱۲)

ان مذکورہ بالا اقتباسات پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ پنڈت وشوبندھو جی کی قابلیت مسلمہ ہے۔ اور میں یہ بھی ثابت کرچکا ہوں۔ کہ پنڈت وشوبندھو جی کا بھی ویدوں کے متعلق وہی سدھانت ہے۔ جو دیانند کا سدھانت تھا۔ اس لئے آریہ سماج کا یہ اخلاقی فرض تھا۔ کہ پنڈت وشوبندھو جی کے خلاف اندولن کرنے سے پہلے پنڈت دیانند کو رشی اور یوگتائی کی پدوی سے خارج کردیتے۔ کیونکہ وشوبندھو جی کا بھی وہی قصور ہے۔ جو اس سے پہلے دیانند سے سرزد ہوچکا ہوا ہے ❊

مشکل بہت پڑیگی برابر کی چوٹ ہے۔ آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر کوئی سطحی خیالات کا آریہ یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے۔ ہم خود اس کو نپٹ لینگے۔ تم کون ہو۔ جو دخل در معقولات دیتے ہو۔ اس لئے میں اس کی توجہ کو آریہ ویر کے مندرجہ ذیل اقتباس کی طرف لیجاتا ہوں:۔ آریہ سماج کے سدھانت وہی ویدک سدھانت ہیں۔ جن کا پرچار رشی دیانند نے کیا۔ اور اب تک آریہ سماج کر رہا ہے۔ آریہ سماج ان سدھانتوں کو سامنے رکھکر دنیا بھر کے مذاہب کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے۔ ؎

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جسکا جی چاہے ؎ صداقت وید اقدس آزمائے جسکا جی چاہے

اور دنیا بھر کے جملہ مذاہب کو للکار للکار کر دعوت حق دے رہا ہے" (آریہ ویر ۱۲ رجون ۱۹۳۱ء)

اس لئے میں آریہ ویر کے ایڈیٹر مہاشہ ہرچند شرما کے چیلنج کو ایک بار نہیں کئی ہزار بار قبول کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ اے آریہ ویر کے ایڈیٹر اگر آپ کو اپنے چیلنج کا پاس خاطر ہے۔ تو ویدوں کو اتہاس سے مبرا ثابت کر اور میرے مندرجہ ذیل اعتراضات کا رد لکھ۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ تو ہرگز ہرگز ویدوں کو اتہاس سے مبرا ثابت نہیں کر سکتا۔ ویدوں میں اتہاس اوت پروت ہے۔

اعتراض نمبر ۱:۔ ہمارے اوپر کرپا کر اور ہمارے لئے اروگتا کر۔ تو جو ویروں پر شاسن کرتا ہے۔ ہم نمسکار سے تیری پوجا کرتے ہیں۔ ہے رودر پتا منو نے جو اروگتا اور ترو گتا یگ سے لابھ کی اسے ہم تیری پرنیتیوں میں پراپت کریں۔ رگوید ۱-۱۱۴-۲

اس منتر میں صاف طور پر یہ ملتا ہے۔ کہ موجودہ منتر منوجی مہاراج کے بعد کا بنایا ہوا ہے اور موجودہ منوسمرتی رگوید سے پہلے کی ہے۔ جس کو دیانند نے بھی تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ دیانند کہتا ہے:۔ یہ منوسمرتی جو دنیا کی ابتدا میں ہوئی ہے۔ اس کا حوالہ ہے۔ ستیارتھ پرکاش باب ۱۱

آخر دیانند کو بھی پتھر چاٹ کر یہ تسلیم کرنا پڑا کہ ویدوں میں اتہاس ہے۔

اعتراض نمبر ۲:۔ اینو واجی رگھو راجیہ ما یعنی رگھو نے راجیہ کرتے ہوئے گھوڑا چھوڑا
رگوید منڈل ۵ سوکت ۳ منتر ۱۴

اعتراض نمبر ۳:۔ وید مختلف وقتوں میں نازل ہوئے ..... ادتمی روحانیت سے لیکر مورتی پوجا اور جینیوں کے ناستک (دہریت) واد تک کے معمولی وچاروں تک کے لئے ہندو دھرم میں کافی گنجائش ہے..... ویدوں کے معنے مختلف وقتوں پر مختلف آدمیوں کے ذریعے معلوم کئے گئے۔ روحانی اصولوں کا جمع کیا ہوا خزانہ ہے۔ از شری ودیکانندجی اخبار ہندو لاہور ۱۵ ستمبر ۱۹۱۹ء

اعتراض نمبر ۴:۔ اتھرو وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۷-۱۰ میں مہاراج پریکشت کا ذکر ہے جو کہ کوروں کے ارجن کا پوتا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعتراض نمبر ۵:- وید میں کلپت اکھیائیں یعنی من گھڑت قصے اور سچے اتہاس بھی ہیں۔۔۔۔ یگ کے وقت میں اتہاسوں سمیت چھپے ہوئے ویدوں کو آدی میں برا ہما سے آ گیا پاکر مہارشیوں نے تپوبل سے انکو پایا - از پروفیسر راجا رام جی ڈی اے وی کالج لاہور از وید بھاشیہ بھومکا ہندی ص۶۴ و ۶۶

اعتراض نمبر ۶:- وامن بھگوان نے سنسار کو ناپا اور تین پاؤں رکھے یجر وید ۵-۱۵۔ کرشن کا حال رگوید ۴-۷-۹ - سیتا کا حال رگوید ۴-۵۷-۶-۷، ۴-۵۸-۷۔ بھگوان رام کا حال:- رگوید ۳-۳-۲۴ میں ذکر آتا ہے۔ وشوامتر بھگوان رام کو لینے کے لئے آیا۔ از بودان درشن -

اعتراض نمبر ۷:- گھی سے مدھو سے ستیا ساری مل دی گئی ہے۔ سارے دیودں سے اور مسرتوں سے کرتی ہوئی وودرھ کے ساتھ ہماری اور لوٹ آئے۔ اتھروید ۳-۷-۱۷-

اعتراض نمبر ۸:- اب میں اندر کے بہادرانہ کاموں کو بتاتا ہوں۔ جو بجر دھاری نے پہلے کئے ہیں اس نے سرپ کو مارا۔ جلوں کو کھولدیا۔ پربتوں کے ندی تل پھوڑ دیئے۔ اتھروید کانڈ ۲ سوکت ۵ منترہ۔

اعتراض نمبر ۹:- نبا گانٹھ والوں نے تجھے پکڑا ہے۔ وہ کرم منو نے کیا۔ میں دشو کندھ کو نرودیکرتا ہوں۔ جیسے کھسی کرنے والا بیل کو۔ اتھروید ۳-۹-۲-

اعتراض نمبر ۱۰:- دنیا کی سب سے پُرانی کتاب رگوید میں کاتنے اور بُننے کا کئی جگہ اس طریق پر ذکر ملتا ہے۔ کہ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان منتروں کے لکھے جاتے کے بہت عرصہ پہلے ہندوستان کے لوگوں میں کاتنے اور بُننے کا رواج رہا ہے۔ از سری رام داس جی گوڑ اخبار امرت کراچی ۱۰ فروری سنہ ۱۹۱۰ء ص۶ کالم ۱ تک عشرہ کاملہ -

اے آریہ سماج کے تمام ممبرو! اگر تمھارے سینوں میں دل اور دل میں خون اور خون میں حرکت ہے، تو دیانند کے مذکورہ بالا سدھانت سے ویدوں کو ایشوری گیان سدھ کرو۔ اے مترو! میں آپکو یہ برادرانہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وید اس قابل نہیں کہ ان پر کسی قسم کا اعتبار کیا جا سکے۔ آپکے لئے یہ بہتر ہے۔ کہ ویدوں کو پڑھو۔ تا آپ کو حقیقت معلوم ہو سکے۔ ۵

تمھیں کرتے ہیں قائل یا خطا میری بتاتے ہیں ٭ مجھے بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والوں کی

خداوند تعالیٰ نے آپکی بہتری کے لئے اپنے پیارے حضرت کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہندوستان میں بھیجدیا ہے۔ اگر آپ کو سچ مچ اپنی ماتر بھومی سے پریم ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرن میں آجاؤ۔ تا تمھارا کلیان ہو۔ دیالو پرمیشور نے تم پر دیا درشٹی ڈالی ہے۔ تم اپنے درپن صاف کرو۔ اور ہردے کو دشال بناؤ۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور رسول خدا کی مخالفت کرکے اپنے لئے ہلاکت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سامان نہ پیدا کرو۔ کہ خداوند تعالیٰ نے تمہاری حالت پر رحم فرمایا۔ اور بہت مدّت کے بعد تم میں اپنا پیارا مہاتما اور نشکلنک اوتار بھگوان غلام احمدؑ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو نازل فرمایا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ آریہ ورت میں پھر سے ست یگ آئے۔ تو اس زمانے کے رسول کو قبول کرلو۔ جتنی جلدی اسکو قبول کروگے۔ اتنی جلدی ہندوستان میں شانتی پھیلانے کے بھاگی بنوگے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ اندھا دھند آپؑ کو قبول کرلو۔ نہیں۔ بلکہ اپنی پاک پستکوں کو کھولو۔ اور جو جو نشان نشکلنک اوتار کے لئے ان میں بتائے گئے ہیں۔ ان سے آپؑ کے دعویٰ کو پرکھو۔ بھائیو! جلدی کرو۔ دنیا چند روزہ ہے۔ تمہارے دل یہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں:۔ "آج خطرہ لامذہبی کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔ اور جو ہماری حالت ہے۔ اگر ایسی ہی رہی۔ اور کسی رشی نے جنم نہ لیا۔ تو شائد اس سبھتا کی کشتی منجدھار میں ڈوب جائے۔ آج مَیں ویدک سبھیتا کمزور ہوتا دیکھتا ہوں۔ ناستکتا کی لہر اتنی زبردست ہے۔ کہ وہ اُسے ٹھیرنے نہیں دیتی۔ ..... ہم خود ہمّت ہار چکے ہیں ..... آریہ سماج ہمّت ہار کر بیٹھ گیا ہے۔ ..... ہمارے میں سے سینکڑوں کے دل ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ" (از شری پت لالہ سورج بھان جی ایم۔ اے اخبار آریہ گزٹ کا رشی نمبر ۷/۱۴ فروری ۱۹۳۱ء صفحہ ۴۵)

بھائیو! آپنے یہ تجربہ کرکے دیکھ لیا ہے۔ کہ دیانند بھی آپکی کچھ سہائیتا نہ کرسکا۔ اس لئے آپ کا یہ دھارمک فرض ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شرن میں آجاؤ۔ تا آپکا کلیان ہو۔

خاکسار فتح محمدؐ شرما احمدی از کراچی

شرح اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقع ہے۔

ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲/ سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۳ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ "	"	۱۲ "
تین ماہ	"	۱۲ "	"	۷ "

فی اشاعت ایک صفحہ ۴½ روپے۔ نصف صفحہ ۲½ روپے۔ فی سطر ۴/

(مینیجر ریویو اُردو۔ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندو راج کے منصوبے

مندرجہ بالا نام کی کتاب کے حصہ اوّل کو جو شہرت و مقبولیت عامہ حاصل ہوئی ہے۔ وہ تمام پبلک جانتی ہے۔ ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے۔ کہ وہ اس کا حصہ دوم شائع کریں جو حصہ اوّل سے بڑھکر مفید دلچسپ اور باطل کا مفسدانہ سر کچلنے کے لئے وقت کی کاری ضرب ہے۔ اسکے ایک دو مقامات کا اقتباس درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

اسلام ہی آزادی کا حامی ہے

ہندو لیڈروں کی شہادتیں

بابو بپن چندر پال کی تحقیق کا خلاصہ

بنگال کے مائیہ ناز ہندو لیڈر بپن چندر پال اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ:-

"ہم نے اسلامی تہذیب اور اسلامی مطامح نظر کے متعلق کم نظر یا غرض مند یوروپین حضرات کی تحریروں اور تاریخوں سے اب تک جو خیالات قائم کئے ہیں اور جو اندازہ لگایا گیا ہے۔ بہتر ہے کہ ہم اسوقت اسپر نظر ثانی کریں۔ اور دیکھیں کہ حقیقت کیا ہے۔

..... عربوں کی اس اجتماعی جمہوریت میں اسلام نے وہ روح آزادی پیدا کر دی۔ جس سے اس عہد کا کوئی مذہب آشنا نہ تھا۔ اور اُسوقت کی دنیا جس سے قطعی بیگانہ تھی۔ اسلام نے اخوت اور برادرانہ روابط پر جسقدر زیادہ زور دیا۔ جس شدّ و مد سے اسپر عمل پیرا ہوئے۔ اس کی مثال دنیا کا اور کوئی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس میں ہندوؤں کی طرح کوئی ذات پات کا امتیاز موجود نہیں۔ نہ کسی کو محض خاندانی اور مالی عظمت کی بنا پر بڑا سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ آج مغربی مسیحی اقوام کا شعار بنا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ جوش ملّی اور مذہبی فدائیت کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔" (پیام امین)

شریمتی سروجنی نیڈو سابق صدر انڈین نیشنل کانگریس کانپور

نے اپنے ایک لیکچر میں ہندوؤں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:-

"اسلام کی حریت و جمہوریت آج سبق لینے کے لائق ہے۔" (اخبار وکیل امرتسر ۲۶ جنوری ۱۹۱۸ء صفحہ ۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شری راج وید پنڈت گدادھر پرشاد صاحب شرما نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ :-

"میری رائے میں اگر کسی مذہب کو اخوت باہمی - اخلاق وتہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی اور کثرت کے ساتھ عطا کی گئی ہے تو وہ مذاہب کا سردار "اسلام" ہے - اسلام کی فیاضی اور کشادہ دلی اس کا امتیازی نشان ہے وہ بلا لحاظ اس بات کے کہ کوئی امیر ہے یا غریب - سب کو اپنی شفیق آغوش میں پناہ دیتا ہے - اس کے دروازے سب کے لئے کھلے ہیں - اور ہر خیال اور ہر رنگ کے انسان اس کے زیر سایۂ آرام وراحت کی زندگی بسر کرسکتے ہیں"

پھر یہ بھی تحریر فرمایا کہ :-

"اچھوت پن کی لعنت کو دُور کرنے کی طاقت اسلام اور صرف اسلام میں ہے - اس کے علاوہ اور کوئی مذہب اس لعنت کو دُور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا"

(اخبار مسلم راجپوت امرتسر ۱۷ جون ۱۹۲۵ء صفحہ ۴)

پنڈت پُرشوتم دیوست دھاری نے لکھا ہے کہ :-

"ہندو مذہب کا پہلا اصول یہ ہے کہ جو قومیں دوجنمی نہیں ہیں - وہ ناپاک ہیں - جن کا چھونا تک داخل نجاست ہے - ایک برہمن دوسری قسم کے ساتھ ایک تھالی میں نہیں کھا سکتا - اس قسم کی باتوں نے ہندو مذہب کو اسلام اور عیسائیت کی تہذیب وتمدن سے محروم رکھا - اگر ہندو مذہب کے اجزائے ترکیبی سے فوراً دست بردار ہوجائیں - اور اگر وہ اس میں خاص کوشش نہ کرینگے تو زمانہ ان کو اس رواداری اور تہذیب وتمدن اختیار کرنے پر مجبور کریگا جس کی تبلیغ واشاعت اسلام اور عیسائی کر رہے ہیں"

پھر یہی صاحب اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :-

"جس پیغام کو اسلام کی زبان سے سُن کر تم اس کو ٹھکراتے ہو - اب وہی پیغام تم میں سے جو عاقل ہیں وہ تم کو سُنا رہے ہیں - اور تم قبول کر رہے ہو - کیونکہ مساوات جو اسلام کا نمونہ ہے - اور جا اچھوت ادہار کے نام سے ظاہر ہوئی ہے - اسلامی تعلیم ہے - اگر تم دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہو - تم تمام ہندو رسمیات جن سے ہندو مذہب کا جسم مرکب ہے - تم کو مجبوراً ترک کرنا پڑینگی ... پس میری محبت و اُلفت کے ساتھ یہ نصیحت ہے - کہ تم تہذیب وتمدن اختیار کرکے ایک قوم بن جاؤ - اور ایسے شیر وشکر ہوجاؤ کہ ایک برہمن اور چمار میں کوئی نسلی امتیاز باقی نہ رہے - اور جب تم زیادہ صاحب فہم ہوجاؤ گے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر اسلام اپنی آغوش محبت میں (تمھیں) لینے کو تیار ہے۔ جس میں گورے اور کالے کا بھی کوئی امتیاز نہیں۔ جس کے معبد ایک چمار اور سیّد دونو۔ کے لئے یکساں ہر وقت کھُلے ہیں۔"

(مُسلم راجپوت امرتسر، ستمبر ۱۹۲۷ء عک)

مسٹر جی۔ بی نائر صاحب نے کچھ مُدت ہوئی گاندھی جی کے نام ایک پیغام بھیجا تھا۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ:۔

"آپ ہندو مذہب کو مختلف فرقوں اور جماعتوں میں منقسم دیکھتے ہیں۔ اور اس پر بھی آپ چاہتے ہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد قائم ہوجائے۔ مہاتما جی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہندوستان میں برہمن ہی تمام اصلاحی تحریکوں کی راہ میں مزاحم ہیں۔ مجھے اپنے برہمن بھائیوں کی ہمدردی میں ذرا بھی اعتبار نہیں۔ یہ ہماری سوسائٹی کے ناسور ہیں۔ اور ہندوستان کی ہندو دنیا میں وہ ایک فساد انگیز عنصر ہیں۔ ان لوگوں میں کبھی کوئی تحریک کامیاب نہیں ہوسکتی۔ جب یہ حالت ہے تو از برائے خدا فرمائیے۔ کہ آپ ہندو مسلمانوں کے باہم ملانے میں کیونکر کامیاب ہوسکتے ہیں؟ میرے نزدیک یہ بالکل ناممکن ہے۔ یہ امر ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ ایک دریا کے بہاؤ کو اوپر لے جانا۔ اس مسئلہ کا حل متحدہ ہندوستان میں مضمر ہے۔"

"اگر ہم اس مقصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہمارا نصب العین ایک اور مذہب بھی ایک ہی ہو۔ میرا پختہ یقین ہے کہ جب تک ہم **اسلام کی شفیق آغوش میں نہیں آجائینگے اور اپنی سرگرمیوں کا رُخ ایک اسلامی ہند کی تعمیر کی طرف نہیں پھیرینگے۔** ذات پات کا موجودہ سوال اور اس نوع کے دیگر نقائص رفع نہیں ہوسکتے۔"

"تمام مذاہب عالم میں اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جو اتحاد باہمی اور ایک مشترکہ مطمح نظر کو ترقی دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی مذہب اسقدر جمہوری۔ اس قدر پاکیزہ اور اسقدر بے تعصب اور فیاض نہیں ہے۔ اسلام میں ذات پات کی اُلجھنیں نہیں ہیں۔ اس میں کوئی پیچھے کی طرف دیکھنے والی رُوح نہیں ہے۔ قرآن کریم کے اوراق مقدس کے روبرو تمام انسان مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ نارسائی۔ اچھوت پن اور راندہ داری سے اسلام ناآشنائے محض ہے۔ آپکے اپنے اعمال بھی اکثر اوقات خالص اسلامی ہوتے ہیں..... مہاتما جی میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ ان حالات میں آپ **کیوں اسلام قبول کرکے اپنی بقیہ زندگی ایک آزاد و خود مختار اسلامی ہند کی تعمیر و تکمیل میں نہیں صرف کرتے۔ میرا یقین ہے کہ بہت سے غیر براہمن آپ کے**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گلہ میں شامل ہونے کو تیار ہونگے - اچھوت پن اور اس قسم دوسری خرابیاں کسی اور طریقہ سے رفع نہیں کیجا سکتیں - خواہ آپ کھان - پان اور شادی بیاہ میں کتنی ہی فراخدلی سے کام لیں - اور مختلف قوموں میں اس قسم کے تعلقات قائم کریں" (پیغام صلح ۸ - اپریل سنہ ۱۹۲۵ء صلا)

کہاں تک نقل کریں - اس قسم کی بیسیوں تحریریں جمع کر کے درج کیجا سکتی ہیں - مگر یہ جاننے کے لئے کہ ہندوستان کی مشکلات - مصائب تکالیف اور محکومی و غلامی کو دُور کرنیکی اگر کسی مذہب میں صلاحیت اور قوت ہے تو وہ اسلام اور صرف اسلام میں - اور یہی وہ مذہب ہے - جسپر چل کر ملک کو ہر قسم کی مصائب سے نجات دلائی جا سکتی ہے - یہی وہ مذہب ہے جس کا دامن پکڑ کر ملک کو غلامی سے مخلصی دلائی جا سکتی ہے - یہ اقتباس بھی بہت کافی ہیں - مگر تاہم اپنے ان ہندو دوستوں کی خاطر جو اپنی ناواقفی اور بے علمی کے باعث اسلام کو سوراج کی راہ میں روک سمجھے بیٹھے ہیں - انہیں ایک اقتباس اور پڑھوائے دیتے ہیں *

غیر براہمن لیڈر مسٹر بغدے کا نعرۂ حق

مسٹر بغدے نے غیر براہمن کانفرنس منعقدہ واردہا (سی - پی) میں اپنا صدارتی ایڈریس پڑھتے ہوئے بڑی جرأت اور بے باکی سے کہا تھا کہ :-

"اگر آج سارا ہندوستان مسلمان بنجائے تو انگریزی حکومت کا یکدم خاتمہ ہو جائے اور ہندوستان براہمنوں کے ظلم سے آزاد ہو جائے" (اخبار ملاپ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۵ء صلا)

یہی نہیں اس طور کی اور بھی بہت سی عبارتیں نقل کی جا سکتی ہیں - مگر حقیقت شناسوں کے لئے تو یہ بھی بہت کافی ہیں - اور ہم سمجھتے ہیں کہ محولہ بالا شہادتوں کی موجودگی میں یہ کہنے کی اب کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ اسلام ہندو مسلم ایکتا میں روک ہے یا سوراج کی راہ میں حائل ہے - لہٰذا مسلمان اسے ترک کرینگے تو ان سے اتحاد ہوگا - اور ہندوستان بھی جبھی سوراج کا مستحق ٹھیریگا *

کیا مسلمان آزادی کے مخالف ہیں؟

بعض اشخاص جو قومی تعصب میں مبتلا ہیں - اور ان کا پیشہ ہی یہ ہے کہ دوسروں کی خوبیوں پر پردہ ڈالا جائے - اور انہیں مطعون و بدنام کر کے چھوڑا جائے - مذکورہ بالا بحث کو پڑھنے کے بعد بھی یہ کہے بغیر نہ رہینگے کہ اگر اسلام آزادی کا حامی اور غلامی کا دشمن ہے - تو پھر مسلمان کیوں غلامی کے دلدادہ اور حریت کے مخالف ہیں - یہ کیوں نہیں ملک آزاد کروانے کی سعی کرتے جس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندو انگریزوں سے برسرِ پیکار رہیں یہ بھی کیوں اس سے پنجہ نہیں سے لیتے۔ اور ملک کو غلامی سے نجات دلاتے۔ چونکہ مسلمان آزادی کی جنگ میں حصّہ نہیں لیتے۔ سوراجیہ کی تحریک میں کسی قسم کی سرگرمی کا اظہار نہیں کرتے۔ لہٰذا اس کی ذمہ داری اسلام پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اور یہ اسی کی تعلیم کا اثر ہے کہ مسلمان محکومی و غلامی کی زندگی پسند کرتے ہیں۔ اور انہیں حرّیت و آزادی سے کوئی دلبستگی نہیں ٭

ہم نہیں سمجھتے کہ جب خود ہندوؤں کی اقبالی شہادتیں موجود ہیں اور وہ پکار پکار کر گواہی دے رہے ہیں کہ:۔

"تمام مذاہبِ عالم میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اتحادِ باہمی۔ اور ایک مشترک مطمعِ نظر کو ترقی دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی مذہب اس قدر جمہوری۔ اس قدر پاکیزہ اور اسقدر بے تعصّب اور فیاض نہیں ہے"

تو پھر کس بنا پر یہ اسلام پر زبانِ طعن دراز کرنے کا حق رکھتے ہیں

مغربی علماء کی شہادت کہ اسلام حرّیت پسند مذہب ہے

جب ہندوؤں کے علاوہ یورپ کے بھی نامی گرامی فضلاء یہی کچھ کہنے پر مجبور ہیں کہ:۔

"اس مذہب (اسلام) میں لازماً آزادی اور حرّیت کی طرف زیادہ میلان ہے" (دی نیو ورلڈ آف اسلام مصنّفہ مسٹر ڈ تھراپ سٹوارڈ)

اور یہ کہ:۔

"شریعت اسلامی کا اصول اساسی جمہوری ہے جو مطلق العنانی کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتا ہے"

(پروسی ڈنگس آف دی امریکن پولیٹکل سائنس ایسوسی ایشن مصنّفہ پروفیسر لائبر یری)

تو پھر کس طرح یہ کہنا کہنے والے کے تعصّب پر دال نہیں کہ اسلام آزادی کا مخالف ہے۔ یا مسلمان غلامی کا حامی ہوتا۔ اور مسلمان بھی آزادی کو پسند نہ کرتے۔ تو ٹرکی۔ اور ایران کے مسلمانوں نے آزادی کیوں حاصل کی؟ مصر، عراق اور افغانستان نے کیوں غلامی کا جوا اُتار پھینکا۔ فلسطین اور مراکش کے مسلمان کیوں آزادی کے لئے بے قرار اور مصروفِ سعی نظر آتے ہیں؟ بس یہ کہنا کہ اسلام یا مسلمان آزادی کے حامی نہیں غلط ہے بلکہ اغلط ہے۔ اور اس قسم کا اعتراض کرنا گویا اسلام اور اہلِ اسلام کی توہین کرنا ہے۔ نہ صرف یہ کہ بیرونی ممالک کے مسلمان آزادی کے دلدادہ اور جمہوریت کے شائق ہیں بلکہ ہندوستانی مسلمان بھی ویسے ہی غلامی سے متنفّر اور آزادی کے تمنّائی ہیں۔ جس کی تصدیق غیروں کو بھی کرنی پڑی ہے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشہور امریکن مدبر ڈاکٹر سنڈرلینڈ کی گواہی کہ مسلمان حریت پسند ہیں

ڈاکٹر سنڈرلینڈ نے کچھ عرصہ ہوا اپنے ایک مضمون میں گواہی دی کہ :-

"ہندوستان کے مسلمان بھی کم جمہوریت پسند نہیں۔ اسلام عیسائیت کے مقابلہ میں زیادہ جمہوریت پسند تھا" (اخبار پرتاپ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۷ء صفحہ)

اور تو اور خود مہاشہ کرشن جی بی۔ اے کو بھی اقرار ہے کہ :-

ایڈیٹر صاحب پرتاپ کی شہادت کہ اسلام اور اہل اسلام حریت پسند ہیں

"اسلام کو اس بات کا بجا فخر ہے۔ کہ وہ حریت پسند مذہب ہے اگر اسلام کی تاریخ پر اعتبار کیا جا سکتا ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ آزادی کے لئے مسلمانوں کی جماعت نے بہت قربانیاں دی ہیں اور یہ انہی کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ کہ اسلام دنیا کے ہر ایک حصے پر چھایا ہوا ہے (اسی بنا پر کہتے ہیں کہ) پھر وہ مسلمان ہی کیا جو یہ کہہ سکے کہ آزادی کی زندگی کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ مجھے غلامی چاہیئے۔ آزادی کی ضرورت نہیں۔ اسلام کے ذمہ اس قسم کے الزامات کا لگانا بلاشبہ اسلام کی ہتک ہے۔ اسلام کے جذبۂ حریت کی توہین ہے"

(پرتاپ ۲۷۔ جولائی ۱۹۲۷ء صفحہ)

ان بے لاگ۔ حقیقت پر مبنی اور بین شہادتوں کی موجودگی میں مسلمانوں پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کرنا اور انہیں آزادی کا مخالف اور غلامی کا حامی کہنا اپنی گندی اور تاریک۔ ذہنیت کا مظاہرہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے ؟

کیا اسلامی حکومت غیر ملکی تھی ؟

اپنی غلطیوں۔ قصوروں اور گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ مغل ایمپائر بھی غیر ملکی حکومت تھی۔ اور اگر ہندوؤں نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو محض آزادی اور سوراج کی خاطر۔ مگر یہ کہنا حق کو چھپانا اور ضمیر کا خون کرنا ہے۔ اور جو شخص مغل ایمپائر کو غیر ملکی اور بدیشی بتاتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے اور لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ کیونکہ یہ کہنا ایسا ہی غلط اور بے بنیاد ہے۔ جیسے اشوک۔ ہرش وردھن اور شالباہن وغیرہ کی حکومتوں کو غیر ملکی اور بدیشی راج سمجھنا۔ چونکہ واقعات اس کی تکذیب کرتے اور اسے دھکے دیتے ہیں۔ اس لئے خود ہندو مہاسبھائی لیڈروں کو بھی چاروناچار اقرار کرنا پڑا ہے کہ اسلامی حکومت خالص قومی اور ملکی گورنمنٹ تھی۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل اقتباسات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے عیاں ہے :-

لالہ لاجپت رائے کا اقبال کہ اسلامی حکومت غیر ملکی نہ تھی

لالہ جی نے جون ۱۹۲۴ء میں طلبائے ہند کے سامنے لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"انگریزی حکومت ہندوستان میں سب سے پہلی غیر ملکی حکومت ہے۔ ہُون ساکا۔ مسلمان وغیرہ جو ہندوستان میں آئے۔ اور اس پر حکمرانی کرنے لگے۔ وہ ہندوستان میں مقیم ہو گئے۔ اور ہندوستان کے سپوت بن گئے۔ انہوں نے ہندوستان سے جو کچھ لیا وہ ہندوستان ہی میں صرف کرتے رہے۔ ان کے پاس کوئی وائٹ ہال نہیں تھا۔ کوئی ڈوننگ سٹریٹ نہیں تھی۔ ان کے پاس کوئی لنکا شائر نہیں تھا۔ جن کے فکر میں وہ دُبلے ہوتے ہوں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتدائی دنوں میں ایک دو مسلمان بادشاہوں نے لُوٹ مار کی۔ اور وہ لُوٹ مار کا مال و اسباب غیر ملکوں میں لے گئے۔ لیکن اس کے بعد مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان کو اپنا گھر بنالیا۔ اس جگہ انہوں نے بود و باش اختیار کی۔ یہیں کے لوگوں سے انہوں نے رشتہ اتحاد پیدا کیا۔ اسی کو اپنا وطن تصوّر کیا۔ انہوں نے جو کچھ لوگوں سے لیا وہ ہندوستان میں خرچ کیا۔ آخرکار وہ سب کچھ یہیں پر چھوڑ گئے۔" (اخبار ملاپ ۱۵۔ جون ۱۹۲۴ء صہ)

پنڈت مدن موہن مالوی کا اقرار کہ شاہانِ اسلام غیر ملکی نہ تھے

پنڈت صاحب نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں تقریر کرتے ہوئے اقرار کیا کہ :-

"مسلمانوں کی حکومت سوائے ایک مختصر سے زمانہ کے اجنبی تھی۔ خود مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ اور ہندوستان کے حکمران ہندوستان کے فرزند ہی ہوتے تھے۔" (اخبار پرتاب ۸۔ جنوری ۱۹۲۶ء ص۹)

مہاشہ سکھ سمپتی رائے کی گواہی

"پولیٹکل اور مالی نقطۂ نگاہ سے مسلمانوں کی حکومت اتنی ہی دیسی تھی جتنی کہ ہندوؤں کی تھی" (بھارت ورش ص۱۹۱)

کیا ان اقبالی شہادتوں کی موجودگی میں اسلامی حکومت کو غیر ملکی اور بدیشی راج بتانا واقعات کو چھپانا اور حقیقت پر پردہ ڈالنا نہیں ؟

پس ایک ایسی حکومت کو جو خالص قومی اور ملکی حکومت تھی۔ تباہ کرنیوالے ہی آزادی کے دشمن اور غلامی کے حامی کہے جا سکتے ہیں +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی حکومت کی رواداریاں

لالہ لاجپت رائے مالک و ایڈیٹر بندے ماترم کی رائے

لالہ لاجپت رائے نے اپنے اخبار میں لکھا تھا کہ:-

"مسلمان اچھے تھے یا بُرے ان میں ایک بات تو تھی اور وہ یہ کہ انہوں نے ہندوستان کو اپنا گھر بنا لیا تھا۔ یہ ہندوؤں پر بھروسہ رکھتے تھے۔ ان کو اعلیٰ ترین عہدوں پر مامور کرتے تھے کبھی قومی نفرت انکی کارروائی کی محرک نہ ہوتی تھی۔ سوائے ان چند ناخوشگوار واقعات کے جو مذہبی جوش کے باعث ظہور پذیر ہوئے مسلمان بادشاہ ہندوؤں کو ہر طرح سے مسلمانوں کے ہمرتبہ سمجھتے تھے"

(اخبار بندے ماترم لاہور۔ ۷۔ جولائی ۱۹۲۰ء ص)

ایک اور ہندو منصف کا بیان

پھر انہی لالہ لاجپت رائے صاحب نے کسی ہندی رسالہ کے ایک مضمون کا ترجمہ شائع کیا تھا جس میں یہ بھی لکھا تھا کہ:-

"مسلمان بادشاہوں نے ہندوستانیوں کے جذبات اور احتیاطات کو غارت نہیں کیا۔ باوجود تلوار کے زعم کے منصف مزاجی اور رحمدلی سے حکومت کی۔ انہوں نے اپنے دوران حکومت میں ہندوؤں کو اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے دیئے۔ اکبر کا جانشین ایک ہندو استری کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ان کی عملداری میں صیغہ مال کا وزیر راجہ ٹوڈرمل اور وزیر بیربل تھے۔ جہاں کہیں مسلمانوں نے سلطنت کی انہوں نے اپنے ہندو بھائیوں کو بھی گلے لگایا۔ انہوں نے یہ کبھی نہیں کیا کہ مسلمانوں سے ہی سب جگہیں پُر کرکے ہندوؤں کے حقوق قطعی پامال کر دیئے ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ ملک میں کسی قسم کی بے چینی۔ دُکھ اور قحط وغیرہ نہ تھے۔ (منقول از بندے ماترم ۱۸۔ مئی ۱۹۲۱ء ص۳)

مہاشہ سکھ سمپتی رائے کی شہادت مغل حکومت کے متعلق

مہاشہ سکھ سمپتی رائے نے اپنی کتاب بھارت ورش میں صاف لکھا ہے کہ:

"شیر شاہ۔ اکبر۔ جہانگیر وغیرہ مسلمانوں کے زمانہ میں ہندو اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر پہنچ جایا کرتے تھے۔ نسلی امتیاز کی دیوار ان کی ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں کر سکتی تھی۔ اسوقت ہندو گورنر تھے۔ فوجوں کے جرنیل تھے۔ ضلعوں اور صوبوں کے حاکم تھے۔ وزیر اعظم تک کے عہدہ کے لئے بغیر کسی فرق یا تمیز کے خیال کے ہندوؤں کو منتخب کر لیا جایا کرتا تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی پولٹیکل فرق نہیں تھا۔ پولٹیکل اور مالی نقطہ نگاہ سے مسلمانوں کی حکومت اتنی ہی دیسی تھی جتنی کہ ہندوؤں کی تھی"۔ (بھارت ورش ص۱۹۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عام مسلمان بادشاہوں کے متعلق شہادت

انہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک آدھ کو چھوڑ کر خاص خاص مسلمان بادشاہوں کے وزیر اعظم ہندو ہی تھے۔ وزیر خزانہ اور سپہ سالار کا کام ہندو ہی کے ہاتھ میں تھا۔"

بنگال کے مسلمان حکمران کے متعلق رائے

بنگال کے آخری مسلمان تاجدار علی وردی خان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ: "اپنی تمام رعایا کو ایک ہی ایشور کی اولاد سمجھتا تھا۔ اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے برابر ہی جگہ دیتا تھا۔ اور وزیر اعظم کے عہدہ کے لئے ہمیشہ ہندوؤں کو ہی منتخب کرتا تھا۔ فوج اور ملکی حکومت کے کام میں اونچے اونچے عہدوں پر وہ ہندوؤں کو تعینات کرتا تھا۔" (کتاب "جب انگریز نہیں آئے تھے" ہندی ص۱۶)

دکن کی اسلامی حکومتوں کے طرز عمل کے متعلق لالہ لاجپت رائے کی گواہی

"باہمنی خاندان نے عموماً ہندوؤں کے ساتھ سلوک رکھا۔ اس کے تمام پہاڑی قلعوں میں ہندو فوج رہتی تھی۔ مالی انتظام قریباً سارا ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا۔ ہندوؤں کو فوج میں بڑے بڑے عہدے دیئے جاتے تھے۔ اور ظاہرا (؟) ان پر اعتبار کیا جاتا تھا۔"

("سیواجی" مصنفہ لالہ لاجپت رائے ص۲۹)

"اس باہمنی سلطنت کے کھنڈرات پر چار یا پانچ اور مسلمان ریاستیں قائم ہوئیں یعنی بیدر۔ بیجاپور۔ گولکنڈہ۔ اور احمد نگر۔ بیجاپور کی بادشاہت عادل شاہی کے نام سے مشہور ہے۔ اور احمد نگر کی نظام شاہی سے۔... بیجاپور اور احمد نگر دونوں ریاستوں نے بھی عموماً اکبر کی پالیسی کی پیروی کی۔ دونوں ریاستوں کا مالی انتظام ہندوؤں کے ہاتھ میں رہا۔ پہاڑی قلعے ہندوؤں کے ہاتھ میں رہے۔ اور ویسے بھی ہندوؤں کو بہت اعتبار اور ذمہ واری کے عہدے ملتے رہے۔ عادل شاہی خاندان کے عہد حکومت میں ایک ہندو رئیس بارہ ہزاری کے عہدے پر مامور رہا۔ اور اس خاندان نے پہلے پہل حکم دیا۔ کہ بجائے فارسی کے مرہٹی سرکاری دفاتر کی زبان قرار دی جائے۔ چنانچہ اس روز سے تمام سرکاری دفاتر مرہٹی میں ہو گئے۔ اس خاندان کی حکومت میں برابر ہندوؤں کا زور رہا۔" ("سیواجی" صفحہ ۳۰-۳۱)

یہی نہیں اس قسم کے اور بھی درجنوں۔ کوڑیوں بلکہ سینکڑوں حوالجات نقل کئے جا سکتے ہیں جن سے شاہان اسلام کی فیاضی۔ دریا دلی۔ سیر چشمی اور حد سے بڑھی ہوئی رواداری کے تابناک نمونے پیش نظر ہو جائیں۔ مگر فی الحال اتنی جگہ میسر نہیں کہ ان سب کو نقل کیا جا سکے۔ اس لئے مجبوراً انہی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغمبر ایران کی تاریخی حیثیت

پارسیوں کے پیغمبر حضرت زرتشت کا شمار دنیا کے مشہور مذہبی راہنماؤں میں ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ انکی بعثت کو بہت زیادہ مُدت گزر چکی ہے۔ اس لئے انکے تاریخی حالات بہت کچھ پردۂ راز میں ہیں۔ پارسی مذہب مسیحیت و دین یہود سے بہت زیادہ قدیم ہے۔ پارسیوں کی مذہبی کتاب "اوستا" اور توریت مقدس کے بعض نظریات آپس میں ملتے جُلتے ہیں ؁

اس مسئلہ میں مؤرخین کا اتفاق ہے کہ "زردشت" پیغمبر ایران کا نام نہیں بلکہ لقب تھا۔ مشہور رومن مؤرخ پلینوس پیغمبر ایران کا زمانہ بعثت حکیم افلاطون کی موت سے ۶ ہزار اور ٹرائے کی مشہور اساطیری جنگ سے پانچہزار برس پیشتر قرار دیتا ہے۔ دوسرے مشہور مؤرخ پلوٹارش نے بھی اسی خیال کی تائید کی ہے ؁

بعض مؤرخین اسلام کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ دین زردشتی تین سو برس تک ایران میں پوری شان و شوکت کے ساتھ جاری رہا۔ اسکے بعد سکندر نے حملہ کرکے ایران اور اسکے مذہب کو تباہ کیا۔ سکندر اعظم نے حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے ۳۳۰ سال پیشتر ایران کو فتح کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زردشت کا زمانہ بعثت حضرت مسیح علیہ السّلام کی پیدائش سے تقریباً سات سو برس پیشتر تھا۔ "اوستا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر ایران کا ظہور بادشاہ "دیشتاسپا" کے عہد میں ہُوا تھا جو شاہنامہ میں گشتاسپ کے نام سے مشہور ہے چنانچہ فردوسی نے زردشت اور گشتاسپ کا تذکرہ حسب ذیل اشعار میں کیا ہے۔ ؎

چو یک چندگاہے برآمد برین ؁ درختے پدید آمد اندر زمین ؁ از ایوان گشتاسپ تا پیش کاخ ؁ درختے گشن بیخ بسیار شاخ
ہمہ برگ او پند و بارش خرد ؁ کسے کز چنو برخورد کے مرد ؁ خجستہ پئے و نام او زردہشت ؁ کہ آہرمن بدکنش را بکشت
بشاہ جہاں گفت پیغمبرم ؁ ترا سوئے یزداں ہمی رہبرم ؁ یکے مجمر آتش بیاورد باز ؁ بگفت از بہشت آوریدم فراز
جہاندار گو یدکہ بپذیر دین ؁ نگہ کن بدین آسمان و زمین ؁ کہ بے خاک آتش برآوردہ ام ؁ نگہ کن بدو تا کہ چوں کردہ ام
چو بشنید از و شاہ بہ دین بہ ؁ پذیرفت از و دین و آئین بہ

جس طرح زردشت کا زمانہ پیدائش عرصہ تک مورد بحث و تدقیق رہا۔ اسی طرح ان کا محل تولد و ظہور بھی مدّتوں پردۂ راز میں رہا۔ عام طور پر مؤرخین کا یہ خیال تھا کہ چونکہ زردشت کی مذہبی سرگرمیوں کا مرکز ماوراء النہر و بلخ رہا ہے۔ اس لئے وہ شمالی ایران میں پیدا ہوئے ہونگے۔ پارسیوں کی مقدس کتاب "اوستا" اور کتاب تفسیر "بندھشن" نیز بعض مؤرخوں کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زردشت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"دراگاروت" کے کنارے ایک پہاڑ پر پیدا ہوئے تھے۔ قواعد علم زبان اور تغیرات لسانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "دارگاروت" اس زمانہ کا دریائے رود ہے جو کوہ سیلان سے نکلتا ہے اور شمال کی جانب پھیلتا ہوا رود ارس سے مل جاتا ہے +

ذکریا محمد بن محمود قزوینی نے اپنی کتاب "آثار البلاد" میں شہر شیز کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"یہاں مجوسیوں کا ایک عظیم الشان آتشکدہ ہے جسے فارس کے پیغمبر زردشت سے منسوب کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ زردشت جبل سیلان سے اس شہر میں آئے تھے اور لوگوں کے سامنے اپنی مقدس کتاب "اوستا" پیش کی تھی۔ یہ کتاب عجمی زبان میں ہے اور اسکو بغیر کسی مفسر کی مدد کے سمجھنا آسان نہیں۔ زردشت نے گشتاسپ بن لہراسپ میں کیخسرو شاہ ایران کے عہد میں دعوائے نبوت کیا تھا"

عام قاعدہ یہ ہے کہ بانیان مذاہب کو بعد وفات اپنے متبعین کی نگاہوں میں ایک نئی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اور انکی زندگی پیدائش سے وفات تک اسقدر اعجاز و واقعات خارق العادۃ سے لبریز کردی جاتی ہے کہ تاریخی حیثیت پر بہت کچھ پردہ پڑ جاتا ہے۔ اس سے پیغمبر ایران کی شخصیت بھی محفوظ نہیں رہی اور ان کے حالات زندگی نے اساطیری رنگ اختیار کرلیا ہے۔ حضرت زردشت کے مکمل سوانح حیات نہ تو "اوستا" میں ملتے ہیں اور نہ ساسانیوں کے عہد کی تاریخ میں مجبوراً معلومات کا سنگ اساس انہی کتابوں کو قرار دیا جاسکتا ہے جو اشاعت اسلام کے بعد لکھی گئیں مثلاً شاہنامہ یا مسلمان مؤرخین کی لکھی ہوئی تاریخیں

حضرت زردشت کا زمانہ ظہور و محل پیدائش دریافت کرنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز کہاں تھا اور آپ کا انجام کیا ہوا۔ جس طرح پیغمبر ایران کے زمانہ پیدائش و محل تولد کا پتہ چلانا آسان نہیں ہے۔ اسی طرح آخری سوالوں کا جواب بھی بہت دقت طلب ہے +

مختلف مشرقی و مغربی ماخذات سے حضرت زردشت کے متعلق جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپکے باپ کا نام پورشسپ اور ماں کا نام دغدووہ تھا اور آپ کا وطن آبائی رے ہے۔ مذہبی روایات کے مطابق یزدان پاک نے اپنا نور ایک بلند پہاڑی پر بھیجا جہاں اس نے ایک درخت کی شکل اختیار کرلی۔ پورشسپ کی گائے کا دودھ پیتا تھا۔ اسی طرح جس خون سے پیغمبر ایران کی پیدائش ہونے والی تھی اس میں خدا کا نور بدرجہ اتم مل گیا تھا ابھی زردشت پیدا ابھی نہ ہوئے تھے کہ اہرمنوں کو ان کے قتل کی فکر ہوئی۔ پیدائش کے بعد شیاطین نے زردشت کو بہت پریشان کیا۔ کبھی انہیں آگ میں پھینک دیتے تھے اور کبھی بھیڑیوں کے سامنے ڈالدیتے تھے لیکن ہر موقع پر خدا نے ان کی حفاظت کی +

زردشت بہرام بن پژدو نے اپنے زردشت نامہ میں اس طرح لکھا ہے :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

همه جادوئے بد دران روزگار — بجز جادوئے شان بند و پیچ کار
ستودند مردید ناپاک را — چنان چون کنون ایزد پاک را
سرانجام جادو بدوزخ بود — همه حاصلش آه و آرخ بود

ظہور زردشت کے وقت ایران میں لامذہبی کا دور دورہ تھا۔ برق و باد۔ رعد و طوفان کی پرستش کرتے تھے۔ اسوریا اور کلدہ کے مروّجہ مذاہب کے اثرات بھی ایران پر حاوی تھے۔ ملک کا نظام معاشرت بھی ابتر ہو رہا تھا۔ قوم کی اخلاقی حالت بہت پست تھی۔ اسی زمانہ میں پیغمبر ایران نے "اندیشۂ نیک۔ گفتار نیک اور کردار نیک" پر اپنے نئے پیغام کی بنیاد قائم کی ٭

زردشتی میدان تبلیغ کے تعین میں بھی موزخوں کا سخت اختلاف ہے کہ ایک جماعت کے خیال میں پیغمبر ایران نے شمالی مغربی ایران میں اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کی تھی۔ لیکن دوسری جماعت میں (جس میں اسپیگل۔ جیکسن اور جوستی وغیرہ مغربی مستشرقین بھی شامل ہیں) یہ کہتی ہے کہ تبلیغی سرگرمیوں کا پہلا مرکز مشرقی و شمالی مشرقی ایران تھا۔ مؤرخین اسلام بھی مشرقی ایران کے حق میں ہیں۔ ابن اثیر نے اپنی مشہور کتاب "کامل فی التاریخ" میں لکھا ہے کہ زردشت نے آذربائیجان سے مشرقی ایران میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی۔ اور ان کی دعوت ہندوستان۔ چین اور ترکستان تک پہنچی۔ زردشت بادشاہ ایران گشتاسپ کو اپنا پیغام سنانے کے لئے بلخ گئے۔ اور مذہبی روایات کے مطابق راستہ میں متعدد کرامتوں کا ظہور ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی موقع پر ایک دریا کے کنارے ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور زردشت کو اہورامزدا (خدا) کے دربار میں لے گیا۔ گشتاسپ نے بہت آسانی سے نئے مذہب کو قبول کر لیا اور اس کی وجہ سے زردشتی مذہب کو ایران میں غیر معمولی فروغ حاصل ہوا۔ پیغمبر ایران کی تعلیمات میں فلسفہ کا رنگ بہت غالب ہے اور ایرانی قوم عام طور پر فلسفیانہ مزاج کی ہوتی ہے اس لئے وہ جوق در جوق نئے مذہب میں داخل ہو رہے تھے۔ زردشت نے شاہ ایران کو دعوت استقلال و سربلندی بھی دی اور ارجاسپ شاہ توران کی جنگ کے بعد آزادی ایران کو استحکام نصیب ہوا۔ ے

چو چندے برآمد برین روزگار — بشد نزد وش آن پیر آموزگار
بشاه جهان گفت زردشت پیر — که در دین ما این نباشد هژیر
که تو باژ بدهی بسالار چین — نه اندر خور دین ما باشد این

اس طرح زردشت نے شاہ ایران کو منع کیا کہ وہ توران و چین کے بادشاہ کو خراج ادا کرے اس پر گشتاسپ اور ارجاسپ کے درمیان ایک خونریز جنگ ہوئی جس میں ایرانیوں نے فتح پائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ملک پر بیرونی اقتدار کا خاتمہ ہوگیا +

اس جنگ کے بعد ایران میں ایک نئے معاشرتی دَور کا آغاز ہوُا۔ وہ ایرانی جو خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اب شہروں میں رہنے لگے۔ زردشت نے قوم کو اتفاق و اتحاد کا پیام سُنایا اور سلطنت توران پر ایرانیوں کی کامیابی کا راز بھی یہی تھا +

کہا جاتا ہے کہ پارسیوں کی مقدس مذہبی اوستا در اصل علوم و فنون اور قوانین دینی وملکی کا مجموعہ تھی۔ اور اب بھی دستبرد حوادث سے جو کتاب کے حصے باقی رہ گئے ہیں ان سے اس امر کا ثبوت ایک حد تک ملتا ہے۔ چونکہ تین ہزار سال کے عرصہ میں تغیرات زمانی کی وجہ سے اس کتاب کے متعدد تراجم ہوئے اس لئے پیغمبر ایران کے ارشادات پر بہت زیادہ اختلافات عارض ہوتے ہیں۔ "گاتا ہوں"، کو زردشت کے ملفوظات تسلیم کیا جاتا ہے" وندیداد" یا " دی دیرو داتا" یعنی جنگ اہرمن بھی اوستا کا ایک مختصر جزو اور قوانین و مواعظ پر حادی ہے +

ان کتابوں کے علاوہ پارسیوں کی مقدس کتابوں میں "بندھشن"، "مینو خرد" اور "دین خرد" بھی حوادث روزگار سے باقی رہ گئی ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زردشت محض ایک مذہبی رہنما نہیں بلکہ اعلیٰ پایہ کے مقنن بھی تھے۔ اس امر میں مؤرخین اور راویوں کا اتفاق ہے کہ رحلت کے وقت زردشت کی عمر ۷۷ سال کی تھی لیکن موت کے متعلق اختلاف ہے + "بندھشن" کی روایت کے مطابق جب زردشتی مذہب کو ایران میں کامل فروغ ہوگیا تو حضرت زردشت آذربائیجان چلے گئے اور وہاں داعی اجل کو لبیک کہا۔ لیکن شاہنامہ فردوسی کی روایت یہ ہے کہ پیغمبر ایران بلخ کے معرکہ میں قتل ہوئے تھے۔ چنانچہ اس مصرعہ میں ؏

ندانم کہ این ہیربد را کہ کشت

زردشت ہی کی جانب اشارہ ہے۔ دوسرے مسلمان مؤرخین کی بھی یہی رائے ہے +

اوستا کے بعض مضامین میں گاتاہوں اور بشتہاؤں سے بہت اختلاف ہے اس کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ حوادث روزگار کی بدولت دین زردشتی میں بہت کچھ تحریف ہوگئی ہے۔ اہورامزد العنوان رب الارباب اور زردشت بعنوان پیغمبر خدا تو بدستور باقی ہیں لیکن حقیقت مفہوم میں اختلاف پڑتا گیا اور غیر خدا کی پرستش بھی بتدریج داخل مذہب ہوتی گئی +

ڈاکٹر ایس۔ ای۔ کپاڈیہ نے لکھا ہے کہ اصل عقیدۂ زردشتی کے مطابق تمام مخلوقات کا مالک رب الارباب ہے۔ اسکے چھ " امشاسپند" یا ملائکہ مقربین ہیں جو کائنات کا انتظام کرتے رہتے ہیں یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملائکہ مقربین نفوس مجردہ ہیں اور شب و روز خداوند کریم کی عبادت میں مصروف اور اس کی مخلوقات کی ترقی وسعادت۔ خیریت و برکت کے لئے کوشاں رہتے ہیں ÷

امشاسپندوں یا ملائکہ مقربین کے ماتحت دوسرے فرشتے ہیں جو مخلوقات کو اجنّہ و شیاطین کے ضرر سے بچاتے رہتے ہیں ÷

لیکن ان کے عقائد کے متعلق موجودہ اوستا اور زمانہ قدیم اوستا میں کچھ اختلاف ہے گاتھاؤں میں جو کہ پیغمبر ایران کے ملفوظات پر مشتمل ہیں آفتاب کے دیوتا میترا کا کوئی ذکر نہیں ہے حالانکہ زمانہ مابعد میں اس کی پرستش پر بہت زور دیا گیا ÷

مسٹر دوسا بھائی فرامجی کارا کا کی "تاریخ ایران" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب پارسی ترک وطن کر کے ہندوستان میں آئے تو وہ اس کے لئے مجبور ہوئے کہ ہندو حکمرانوں کی ہمدردی و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے مذہب میں ہندوؤں کے بعض عقاید و اعمال شامل کر لیں۔ چنانچہ اس کا نتیجہ ہوا کہ زردشتی مذہب سے توحید پرستی کا اصلی رنگ بتدریج زائل ہوتا گیا ÷

استیلائے عرب کے بعد پیروان زردشت نے ایران کو خیرباد کہکر ہندوستان کا رخ کیا۔ پہلی صدی ہجری میں وہ گجرات پہنچے اور اپنے وطن عزیز کی یاد میں گجرات کے ایک ویران قصبہ کو منجان کا نام دیکر سکونت اختیار کی۔ اس مقام پر پارسیوں نے ایک عظیم منارہ بنوایا ہے جس کے اوپر مقدس آگ ہر وقت روشن رہتی ہے۔ باہر سے آنے والے مسافروں کو ریل پر سے آگ نظر آتی ہے ÷

اسی طرح ہندوستان میں برسوں کی سکونت اور ہندوؤں کے ساتھ اختلاط نے مذہب زردشتی پر بہت کچھ اثر اندازی کی ہے ÷

لیکن پارسی مذہب کی تحریف کے لئے تنہا ہندوستان کو ذمہ وار قرار دینا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ پارسیوں کے ہندوستان آنے سے پیشتر بھی ان کے مذہب میں قطع و برید شروع ہو گئی ہے ÷

البیرونی کی "تاریخ" "ملل قدیمہ" اور مسعودی کی "مروج الذہب" کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ساسانیوں کے آخر دور میں مزدک نے ایران میں خروج کر کے دعوی نبوت کیا تھا اور شریعت زردشتی میں بہت کچھ تبدیلیاں کر دی تھیں۔ اس نے نئی شریعت میں قید محارم کو بھی اڑا دیا تھا اور بھائی بہن کی شادی جائز قرار دی تھی۔ شہنشاہ ایران کیقباد نے جو مشہور شہنشاہ نوشیرواں کا باپ تھا دعوت مزدکی کو قبول کر لیا تھا اور تمام ملک میں شریعت مزدکی کا رواج ہو گیا تھا۔ اس کے بعد نوشیرواں نے مزدکیوں کا استیصال کیا لیکن وہ ان کی تحریفات سے زردشت کی اصلی تعلیمات کو صاف نہ کر سکا ÷ (باقی ہے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمباکو کے استعمال کی مضرتیں

تمباکو کیا چیز ہے اور کہاں سے آیا؟

تمباکو ایک بوٹی ہے۔ جو آج سے ایک عرصہ سے پہلے جزائر ویسٹ انڈیز (مغربی ہند) میں پائی جاتی تھی۔ اور اسے کوئی جانتا تک نہ تھا۔

پندرھویں صدی عیسوی میں کولمبس نے اندلس (سپین) سے جہاز پر ایک بڑا لمبا سفر کرکے جزائر مذکور کو دریافت کیا اور اس نے فلوسس نامی گھاس کے شبہ میں اسکو وہاں سے لاکر ملک اندلس میں اسکو ترقی دی۔ اور اس طرح اندلس (سپین) میں اس کا رواج ہو گیا۔

سپین اور پرتگال کی حدود چونکہ ملتی جلتی ہیں۔ اس لئے پرتگال میں بھی تمباکو کا رواج ہو گیا۔

سنہ ۱۵۶۰ء میں جان نکوٹ نامی فرانسیسی سفیر نے کیتھرائن ڈی منڈی کو پرتگال سے بیج روانہ کیا۔ اس لئے فرانس میں بھی سولھویں صدی کے اخیر تک اس کا خوب استعمال بڑھا۔

سنہ ۱۵۸۶ء میں سر والٹر ریلیگ نے مقام ورجینا سے تخم انگلستان بھیجا اور تیس برس کے عرصہ میں سب لوگوں نے اس کا استعمال شروع کر دیا۔

بعض اہل الرائے کا خیال ہے۔ کہ چونکہ انگریزوں اور فرانسیسیوں سے پہلے پرتگال کا رسوخ ہندوستان میں قائم ہو چکا تھا۔ انہوں نے ہی ہندوستان میں بھی اسکو رائج کیا۔ مگر محققین اس سے اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انگریزوں نے امریکہ سے لاکر تمباکو کو ہندوستان میں رواج دیا۔

تمباکو کے متعلق مغرب کے قابل ڈاکٹروں کے خیالات

ڈاکٹر رچرڈسن کہتے ہیں:-

"منکوٹن جو تمباکو کا خاص جزو ہے۔ نہایت سخت زہر ہے۔ یعنی اس کا ایک قطرہ انسان کو جان سے مار دینے کے واسطے کافی ہے"۔

ڈاکٹر سول کہتے ہیں:-

"تمباکو ایک جالی اور از خود رفتگی ہے یہ اعصاب کو گرما کر متحرک کر دیتا ہے اور چندے بعد اس قدر کمزور کر دیتا ہے۔ کہ عدم وجود برابر معلوم ہوتا ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر البرٹ سمس کا خیال ہے:-

"تمباکو کے استعمال سے حافظہ نہایت معرض خطر میں پڑ جاتا ہے"

ڈاکٹر گورگاس کہتا ہے:-

"تمباکو کے استعمال سے دلی توجہ ہرگز کسی خاص معاملہ پر یکجا جمع نہیں ہو سکتی؟

ڈاکٹر رچرڈسن کا خیال ہے:-

"اگر تمباکو پینے والے کی تمباکو ہی پینے والی سے شادی ہو تو ایک دو پُشت بعد اولاد ایسی ہوگی کہ نہ وہ جسمانی حالت میں پوری پوری آدمی کی اولاد کہلا سکیگی اور نہ دماغی اور ذہنی حالت میں"

ڈاکٹر ولیم ہمند کہتا ہے:-

"اس میں کچھ شک نہیں کہ تمباکو نوجوانوں کی تکمیل جسمانی میں حارج ہوتا ہے۔ اور قد و قامت اور روئیدگی کو بالکل مار دیتا ہے"

ڈاکٹر رچرڈسن کا خیال ہے:-

"تمباکو پینے والے والدین سے اولاد میں اسقدر امراض کے جرم چلے جاتے ہیں کہ اسکی زندگی پر تعجب آتا ہے اور سچی تندرستی اسکو کبھی نصیب نہیں ہوتی"

ڈاکٹر کلیئر کہتا ہے:-

"میں نے کبھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا۔ جس کے والدین تمباکو استعمال کرتے ہوں اور اس میں عصبی یا ذہنی کمزوری نہ ہو"

ڈاکٹر لیونارڈ کہتا ہے:-

"سگرٹ کا استعمال موت کے پھل کے استعمال سے کم نہیں ہے"

ڈاکٹر برنارڈ کہتا ہے۔

تمباکو کے اثرات حسب ذیل ہیں:-

"نیورلجیا۔ انسومنیا۔ بدہضمی اور دماغی کمزوری اور بوڑھوں سے نوجوانوں پر اس کا اثر بہت ہوتا ہے"

ڈاکٹر ٹیسی کہتا ہے:-

"اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ سراسر نقصان ہی ہے۔ اور استعمال سے انسان کسی کام کا نہیں رہتا"

ڈاکٹر جی جیس کہتا ہے:-

"میں نے ۹ سال سے ۱۵ سال تک کی عمر کے ۳۸ لڑکوں کا جو تمباکو پیتے تھے۔ ایک دفعہ امتحان کیا ۲۲ لڑکوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوران خون میں بیّن فرق تھا اور اختلاج قلب کا مرض تھا۔ ہاضمے میں فرق تھا۔ اور دماغ بالکل بیکار تھا۔ ہر گھڑی متحرک خون اشیاء طلب کرتا تھا۔ آٹھ لڑکوں کے خون کو مکمل تحلیل الاجزاء سے دیکھنے پر معلوم ہُوا کہ انکے خون میں سرخ گولیاں بالکل کم تھیں۔ ۱۲۰ کو ان میں نکسیر کا مرض تھا۔ اور یہ سب تمباکو کے اثرات تھے"

ڈاکٹر گورگاس کہتا ہے:۔

"تمباکو کا اثر اعضاء کے نشوونما پر سخت مہلک ہے یہ دل کو سخت صدمہ پہنچاتا ہے جسمانی طاقت کو کم کردیتا ہے۔ اور دل کی قوّت کو گھٹا دیتا ہے اس سے درد سر لاحق ہوتا ہے۔ نگاہ خراب ہوجاتی ہے۔ بدہضمی ہوتی ہے اور بدنی تکمیل پوری نہیں ہوتی"

ڈاکٹر جان کہتا ہے:۔

"شاہی شفاخانہ امراض چشم (انگلستان) میں مجھ کو اچھی طرح معلوم ہوگیا ہے کہ تمباکو سے بڑھکر نظر کے حق میں کوئی دشمن اور خراب کنندہ نہیں ہے"

ڈاکٹر ڈیم پارکر کہتا ہے:۔

"جو لوگ تمباکو کے کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ وہ بہت جلد سکتہ اور صرع میں مبتلا ہوجاتے ہیں"

ڈاکٹر پیڈک کہتا ہے:۔

"تمباکو دل اور دماغ دونوں کے حق میں سم قاتل ہے"

ڈاکٹر ٹیلر کہتا ہے:۔

"تمباکو دل اور دماغ پر بہت سخت بُرا اثر پڑتا ہے اور امراض دل اور سکتہ اور مرگی اکثر لاحق ہوجاتے ہیں"

ڈاکٹر ٹریسی کہتا ہے:۔

"صرف بلا واسطہ جسمانی اثر تمباکو کا یہ ہے کہ طاقت انتخاب المزاجی اور خودداری معدوم ہوجاتی ہے"

البرٹ سمس اپنے ایک رسالہ میں لکھتا ہے:۔

"امریکہ میں اسوقت ۷۰۰۰۰ پاگل ہیں۔ جن میں سے ۱۵۰۰۰ صرف تمباکو کی بدولت اس درجہ کو پہنچے ہیں تمباکو کے استعمال سے شراب پینے کی ایک اٹل خواہش پیدا ہوجاتی ہے یہ نظر کو خراب کردیتی ہے اور بعض اوقات نظر بالکل جاتی رہتی ہے۔ کانوں پر بھی بہت بُرا اثر اس کا پڑتا ہے اور بسا اوقات آدمی بہرا ہوجاتا ہے۔ نیویارک کے جیلخانہ میں ۱۰۰ لوگ شراب پی کر بدمستی کے جرم میں گرفتار تھے۔ ان میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵۰ نے حلفاً اقرار کیا۔ کہ ان کو شراب خوری کی عادت تمباکو سے پڑی تھی"

ڈاکٹر ابرہام سیور کہتا ہے:۔

"پہلے عام خیال تھا۔ کہ سکتہ اور مرگی شراب خوری کے نتائج ہیں۔ مگر ثابت ہو گیا ہے۔ اور کچھ شک نہیں رہا کہ تمباکو کے نتائج ہیں"

ڈاکٹر جان وارن کہتا ہے:۔

"جتنے مریض میرے پاس سرطان لب کے شاکی آئے۔ ان میں سے سب نے اقرار کیا تھا۔ کہ یہ تمباکو پیتے تھے"

ڈاکٹر ناکس کہتا ہے:۔

"امریکہ کی فوج میں سے جسقدر سپاہی مرض دل کی وجہ سے نوکری سے خارج کیے گئے۔ وہ سب تمباکو پیتے تھے"

ڈاکٹر کیلیب کہتا ہے:۔

"میں نے ایک دفعہ کوئی تیس نوجوانوں کا امتحان کیا جو تمباکو پیتے۔ اور ان سب کی نبض خراب پائی۔ یہ اختلاج قلب سے بہت تکلیف میں مبتلا تھے"

ڈاکٹر مچل کہتا ہے:۔

"نوجوانو! دیکھنا تمباکو کو ہاتھ مت لگانا۔ ورنہ زندگی وبال جان ہو جائیگی اور زندہ درگور ہو جاؤ گے"

آسٹریلیا کے تمباکو کے کارخانوں میں کام کرنے والوں پر اس زہر کا بہت ہی برا اثر ہوتا ہے۔ (ماخوذ)

کرکوک و موصل میں

(ایک گمراہ فرقہ)

اس جماعت کی تعداد علاوہ ترکی شہروں کے جہاں ان لوگوں کی آبادی بے حد و بیشمار ہے خاص کر کرکوک و موصل کے اطراف میں ایک لاکھ نفر سے زائد ہے یہ لوگ بکتاشی مشہور ہیں جو کہتے ہیں کہ حاجی بکتاش کی روح محمد و علیؓ کی روح کے ساتھ ملکر ایک ہو گئی ہے۔ یہ لوگ غسل جنابت نہیں کرتے۔ فقط مرشد کا منہ دیکھ لینا کافی جانتے ہیں۔ پانی سے طہارت نہیں کرتے ہیں کہ پانی نے خدا کا منہ دیکھا ہے۔ نماز نہیں پڑھتے، روزہ نہیں رکھتے، ماہ رمضان کے روزوں کے بدلہ عاشورہ محرم میں دس روز روزہ رکھتے ہیں، تمام مٹھائیوں سے اور پکی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں، شب عاشور کو عید قرار دیتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لبیں (مونچھوں کا وہ حصہ جو ہونٹوں پر ہوتا ہے) نہیں کٹواتے۔ جو شخص کٹوائے تو بمنزلۂ کفر جانتے ہیں۔ حمّام میں نہیں جاتے، اہلبیت اثنا عشر کو نہایت درجہ دوست رکھتے ہیں۔ مرشدوں کی خانقاہ کو بیت اللہ جانتے ہیں۔ جب تیس چالیس برس مرشد کی خانقاہ میں خدمت کر چکتے ہیں۔ امیر لوگ اپنے مال سے فقیر لوگ اپنی جان و عیال سے تو دو دو نفر مع اپنی عورت کے داخلِ طریقت ہوتے ہیں۔ ان لوگوں پر فرض ہے کہ ہر جہت سے مطیع رہیں۔ مرشد کی تعریف کریں۔ اُس کی کرامت کے قائل ہوں۔ یہ لوگ تعمّداً شراب کو حلال جانتے ہیں۔ پانی کی طرح پیتے ہیں اور شراب پیتے وقت ترکی زبان میں کفر آمیز اشعار پڑھتے ہیں زبان بھی اُن کی تُرکی ہی ہے۔ عربی بھی جانتے ہیں۔ تیس برس کے بعد مرشد کی دعوت مع اُسکے مریدوں کے کرتے ہیں جس میں کم از کم چالیس بوتلیں شراب کی ہوتی ہیں دوسرے سال پھر ایسا ہی کرتے ہیں اور یہ سلسلہ علاوہ اُس تیس برس کے پانچ برس تک رہتا ہے۔ ہر سال ایک دعوت مع شراب کے پانچویں سال ایک گوسفند ذبح کرتے ہیں جس کا پوست اُس صوفی سے مخصوص ہوتا ہے اور اُن دو نفر کو بھائی بھائی اور اُن کی عورتوں کو بہن بہن قرار دیتے ہیں بعد اُسکے مُرشد کی عبادت کرنا چاہیئے جسوقت مرشد کی خدمت میں جاتے ہیں رکوع کر کے سجدہ میں جاتے ہیں پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر بیٹھتے ہیں شب ہائے جمعہ میں نماز طریقت پڑھتے ہیں مرشد کو اپنے درمیان میں بٹھا کر اُسکو سجدہ کرتے ہیں کہتے ہیں کہ خدا نے اس میں ظہور کیا ہے۔ ائمہ علیہم السّلام کو چہاردہ معصومین سے الگ جانتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمارے بارہ امام ہیں اور چودہ معصوم اور محمدؐ و علیؑ یہ سب بعدہ حروف تہجی اٹھائیس ہیں۔ اہلسنت کو نہ بیٹی دیتے ہیں اور نہ اُن کی بیٹی لیتے ہیں۔

مذکورہ بالا صوفیوں کے پاس ایک قلمی کتاب ہے جسے یہ لوگ پوشیدہ رکھتے ہیں بجز صوفی کے ناممکن ہے کہ کوئی شخص اُسکو دیکھ سکے۔ اگرچہ ہزار لیرہ بھی خرچ کرے۔ بالآخر جب ایک تعداد (ہزار آدمیوں کی) اُن میں سے ہدایت یافتہ ہو گئی تو وہ کتاب دستیاب ہوئی وہ ترکی زبان کی کتاب ہے جسے شاہ صفی کی طرف منسوب کرتے ہیں نام اُسکا کتاب مناقب الاولیاء ہے اوّل سے آخر تک سب کفر ہے منجملہ اُسکے لکھتے ہیں کہ پیغمبرؐ چونتیس ۳۴ مرتبہ معراج کو گئے۔ ہر مرتبہ خدا کو جوان امرد خوش رُوئے نابالغ اور دُختر باکرہ کی صورت میں دیکھا۔ اور خدا نے ان دو صورتوں میں پیغمبر کی مُراد دی۔ جور و جفا نہیں کی۔ صوفی کو بھی لازم ہے کہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو مُرشد کے سپرد کر دیں اور اُس کی مراد دیں ❊

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان۔ بابت ماہ اگست ۱۹۳۱ء

نمبر شمار	نام صیغہ جات			رقم بقایا
۱	بیت المال	۲	۲	۱۱۲۱۶۲
۲	طبع و اشاعت	۹	۱۵	۱۷۹۴
۳	بورڈنگ ہائی	۶	۹	۳۹
۴	بورڈران احمدیہ	۳	۱۲	۱۱
۵	مقبرہ بہشتی	۶	۴	۱۱۸۴۳۹
۶	منارۃ المسیح	۰	۰	۵۲
۷	قرضہ	۰	۰	۲۹۷۷۸
۸	پراویڈنٹ فنڈ	۱۱	۳	۵۶۹۶
۹	ترقی اسلام	۳	۸	۵۵
۱۰	بکڈپو	۰	۷	۵۷۴
	میزان	۴	۱۵	۲۶۸۶۰۳

نمبر شمار	نام صیغہ جات			رقم فاضلہ
۱	بقایا پیشگی	۴	۷	۱۶۲۶۳
۲	جائداد	۳	۷	۳۲۶۴
۳	ایجنسی	۰	۰	۴۸۵۰
۴	تعمیر	۰	۴	۲۲۶۶
۵	ناظر اعلیٰ	۹	۸	۱۰۶۶۶
۶	قضاء	۰	۶	۱۱۴
۷	افتاء	۰	۰	۱۵
۸	پرائیویٹ سیکرٹری	۰	۴	۷۹۱۸
۹	محاسب	۳	۰	۸۲۳۹
۱۰	شفاخانہ نور	۳	۳	۲۶۳۰
۱۱	دعوۃ و تبلیغ	۶	۱۵	۶۸۸۱۲
۱۲	ہائی سکول	۹	۱۳	۱۶۶۸۴
۱۳	صدقات	۰	۱۵	۷۰۸۱
۱۴	گرلز سکول	۹	۴	۴۹۳۱
۱۵	مدرسہ احمدیہ	۰	۳	۱۵۶۱۹
۱۶	جامعہ احمدیہ	۹	۲	۱۰۰۱۷
۱۷	احمدیہ ہوسٹل	۳	۱۱	۳۷۵۱
۱۸	امور عامہ	۳	۱۴	۸۷۰۳
۱۹	ضیافت	۳	۶	۳۹۲۰۴
۲۰	تعلیم و تربیت	۹	۱۴	۷۳۵۳
۲۱	تالیف و تصنیف	۶	۱۱	۱۱۰۱۶
۲۲	امور خارجیہ	۶	۸	۵۷۷۴
۲۳	خلافت	۰	۹	۱۱۱۸۰
۲۴	تجارت	۳	۴	۲۱۱۴
	میزان	۴	۱۵	۲۶۸۶۰۳

محمد اشرف

محاسب صدر انجمن احمدیہ

اخبارات سلسلہ احمدیہ

الفضل ہفتہ میں تین بار روش ۸ روپیہ سالانہ۔ طلباء ۶ روپیہ سالانہ

ریویو آف ریلیجنز اردو ماہوار تین روپیہ سالانہ

ریویو آف ریلیجنز انگریزی۔ سات روپیہ ۳۰-۲۰-۲۸ پونڈ کاغذ ۵ روپیہ سالانہ

سن رائز ہفتہ وار ۸ روپیہ سالانہ

مصباح مہینے میں دو بار عورتوں کا اخبار ۲/۸ سالانہ

منگوانے کا پتہ منیجر طبع و اشاعت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز اردو ۔ قادیان دارالامان ۔ ۵ ۔ اکتوبر ۳۱ سنہ ۱۹ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

منعقدہ اسٹار ٹریڈ مارک رجسٹرڈ

SKB

سنہ ۱۹۸۴ء

ڈی ۔ اے ۔ بی

ڈاکٹر ۔ ایس ۔ کے ۔ برمن لمیٹڈ

کلکتہ

بانی

ڈاکٹر ایس ۔ کے برمن

حالت

دوا کھانے کے پہلے

حالت

دوا کھانے کے بعد

پچاس سال کی معروف ہندوستانی پیٹنٹ دوائیں

ملیریا کا دشمن !

جوڑی ۔ تاپ (REGD)

(جوڑی بخار و طحال کی دوا)

ہر سال لاکھوں مریض فائدہ اُٹھاتے ہیں

اسکی چار یا پانچ خوراک پیتے ہی ملیریا (جوڑی بخار) کا آنا بند ہوجاتا ہے ۔ یہ خون کو مقصر کرا کے اُنکی خرابیوں کو دفع کرتی ہے ۔ اسکے استعمال سے اکترا ۔ چوتھیا بخار آرام ہوجاتا ہے اور اجابت صاف ہوتی ہے ۔

قیمت کلاں شیشی پندرہ آنہ ۱۵/ ڈاک محصول نو آنہ ۹/

" خورد نو آنہ ۹/ " چھ آنہ ۶/

رنگ ۔ رنگ (REGD)

داد کا مرہم نیا خواہ کہنہ کیسی ہی داد و خارش کیوں نہ ہو اسکے لئے یہ تیر بہدف ہے ۔

قیمت فی ڈبی چار آنہ ۴/ ڈاک محصول چھ ڈبی تک چھ آنہ ۶/ ۔ نمونہ کی ڈبی دو آنہ ۲/

نمونہ صرف ایجنٹوں کو ہی روانہ کیا جاتا ہے ۔ اسوجہ سے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹوں سے خریدیں ۔

ڈابر ہپاسنے ملیریا بخار کی گولی (REGD)

ہڈی میں سمائے بخار کو نکالتی ہے ۔

اس میں کونین برائے نام بھی نہیں ہے ۔

لرزہ کا بخار کہنہ ہوجانے پر باری سے نہ آکر کم و زیادہ بنا رہتا ہے ۔ ایسی حالت میں یہ دوا اپنا مجرب فائدہ دکھاتی ہے ۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ ۱۲/ ڈاک محصول چھ آنہ ۶/

نوٹ :- ہماری دوائیں ہر مقام میں دواخانوں میں فروخت ہوتی ہیں ۔ بغرض کفایت ڈاک محصول اپنے مقامی ہمارے ایجنٹوں سے خریدیں +

صیغہ نمبر (۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ ۔ قادیان میں ایجنٹ کی ضرورت ہے +

(بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)